عشرہِ ذوالحجہ

عیدالاضحیٰ اور قربانی

فضائل، احکام و مسائل

جمع وترتیب

شیخ حماد امین چاوِلہ
شیخ محمد کامران یاسین

المدینہ اسلامک ریسرچ سینٹر
جامع مسجد سعد بن ابی وقاص، نزد نثار شہید پارک ڈیفنس فیز 4 کراچی
+92-322-2056928 info@islamfort.com 021-35896959 /islamfort1 /islamfort1
www.islamfort.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

فہرست مضامین

ذوالحجہ کا پہلا عشرہ

(ابتدائی دس دن)

''ذوالحجہ'' کا مہینہ سال کے بارہ مہینوں میں اسلامی کیلینڈر کے حساب سے بارھواں اور آخری مہینہ ہے جو اللہ تعالیٰ کی جانب سے حرمت والے چار مہینوں میں سے ایک ہے اور ہمارے دین، دینِ اسلام میں ذوالحجہ کے مہینہ کا پہلا عشرہ یعنی ابتدائی دس دن سال بھر کے تمام دنوں میں ایک منفرد مقام رکھتے ہیں اور فضیلت و برکات کے لحاظ سے سال کے تمام دنوں میں سب سے زیادہ اہمیت کے حامل ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے یہاں ان کی بڑی اہمت و بلند مقام ہے جو اس بات کی دلیل ہے کہ اللہ تعالیٰ اس عشرہ (دس دن) سے اور اس عشرہ میں کیے جانے والے تمام نیک اعمال سے بڑی محبت فرماتا ہے۔ یہ دس دن بھرپور نیکیاں کرنے، اللہ تعالیٰ کے یہاں بلند مقام و درجات حاصل کرنے، برائیوں و نافرمانیوں سے اجتناب کرنے اور مختلف انواع و اقسام کی نیکیاں انجام دینے والے دن ہیں۔

ذیل میں اِن دس دنوں کے تعلّق سے وہ چند اہم فضائل ذکر کیے جاتے ہیں جو قرآن کریم اور احادیثِ صحیحہ میں بیان ہوئے ہیں:

عشرۂ ذوالحجہ کے فضائل:

اللہ تعالیٰ کا ان دس دنوں کی قسم ارشاد فرمانا:

اللہ تعالیٰ نے اپنی کتابِ ہدایت قرآن کریم میں ان دس دنوں کی قسم ارشاد فرمائی ہے اور جن چیزوں کی اللہ تعالیٰ قسم ارشاد فرماتا ہے وہ غیر معمولی اور نہایت اہمیت کی حامل ہوا کرتی ہیں

۔فرمانِ باری تعالیٰ ہے: وَالْفَجْرِ وَلَيَالٍ عَشْرٍ (سورہ فجر: 1) ''قسم ہے فجر کی اور دس راتوں کی''۔

جمہور مفسرین کے نزدیک دس راتوں سے مراد ماہِ ذوالحجہ کا پہلا عشرہ یعنی ابتدائی دس دن ہیں۔ ربّ العالمین کا ان ایام کی قسم ارشاد فرمانا درحقیقت ان ایام کی عظمت و بلندیِ مقام کی وجہ سے ہے۔ کیونکہ وہ اللہ عظیم ہے اور عظیم چیز ہی کی قسم ارشاد فرماتا ہے۔ جیسے اللہ تعالیٰ نے اپنی عظیم ترین مخلوقات میں: آسمان، زمین، سورج، چاند، ستارے، ہواؤں کی قسم، نیز عظیم اوقات میں: فجر، چاشت، رات اور دن کے وقت کی قسم، نیز عظیم ترین جگہوں میں: مکہ مکرمہ کی قسم ارشاد فرما کر ان کی عظمت پر مہر تصدیق ثبت کر دی ہے۔

دنیا کے تمام دنوں میں ''سب سے افضل ایام'':

ماہ ذوالحجہ کے پہلے دس دن، سال کے تمام دنوں میں بلکہ دنیا کے تمام دنوں میں سب سے افضل ہیں۔ سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کی روایت ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"أفضل أيام الدنيا أيام العشر" (رواه البزار وصححه الألباني كا فی صحيح الجامع الصغير: 1133)

''ذی الحجہ کے یہ دس دن دنیا کے تمام دنوں میں سب سے افضل ہیں''۔

حافظ ابن رجب رحمہ اللہ اس حدیث کی شرح میں رقم طراز ہیں: یہ حدیث نص ہے کہ مفضول کام بھی فضیلت والے اوقات میں افضل ہو جاتا ہے جیسا کہ ذی الحجہ کے ان ابتدائی دس دنوں میں انجام دیئے گئے اعمال تمام افضل اعمال پر فائق ہوں گے، سوائے اس مجاہد کے جو راہ حق میں شہادت کے منصب پر فائز المرام ہو چکا ہے۔ دیکھیے: (فتح الباری: 6/115)

اللہ تعالیٰ کو تمام اعمال میں ''سب سے افضل اور محبوب عمل'':

ان دس دنوں میں کیا جانے والا ہر نیک عمل اللہ تعالیٰ کے نزدیک سال میں کسی بھی اور دن کیے جانے سے زیادہ افضل ومحبوب وپسندیدہ ہے جیسا کہ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"ما العمل في أيام أفضل منها فى هذه، قالوا: ولا الجهاد؟ قال: ولا الجهاد إلا رجل خرج يخاطر بنفسه وماله فلم يرجع بشيء"

(رواه البخارى969، هكذا فى أكثر النسخ المعتمدة، وقدروى بلفظ: "ما العمل فى أيام العشر أفضل من العمل فى هذه، عند أحد رواة البخارى، لكنه مرجوح كا ذكر ذلك ابن رجب فى شرحه114/6، والحافظ ابن حجر:532/2)

''سال بھر کے تمام دنوں میں انجام دیے جانے والا کوئی عمل بھی اِن (ذی الحجہ کے ابتدائی دس دنوں) میں کیے گئے عمل سے افضل نہیں۔صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: جہاد بھی نہیں؟ فرمایا: جہاد بھی نہیں، ہاں البتہ اگر کوئی شخص اپنی جان ومال (دونوں) کولیکر نکلے، پھر کسی چیز کے ساتھ واپس نہ آئے، یعنی دونوں اللہ کی راہ میں قربان کردے اور شہید ہوجائے''۔

اسی حدیث کے بعض الفاظ کچھ مزید وضاحت کے ساتھ مروی ہیں، چنانچہ امام احمد نے اپنی مسند:1968، اور امام ابوداود نے اپنی سنن:2438 میں یہ الفاظ درج فرمائے ہیں:

ما من أيام العمل الصالح فيها أحب إلى الله عز وجل من هذه الأيام، يعنى أيام العشر۔ قالوا ولا الجهاد فى سبيل الله؟ قال: ولا الجهاد فى سبيل الله، إلا رجل خرج بنفسه وماله ثم لم يرجع من ذلك بشيء"۔

''سال بھر کے تمام دنوں میں انجام دیے جانے والا کوئی نیک عمل بھی اللہ تعالیٰ کے نزدیک اِن یعنی ذی الحجہ کے (ابتدائی) دس دنوں میں کیے گئے نیک عمل سے زیادہ پسندیدہ نہیں، صحابہ نے

عرض کیا: جہاد فی سبیل اللہ بھی نہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جہاد فی سبیل اللہ بھی نہیں، مگر کوئی شخص اپنی جان و مال (دونوں) کے ساتھ جہاد کے لیے نکلے، پھر کسی چیز کے ساتھ بھی واپس نہ آئے یعنی شہید ہو جائے۔"

درحقیقت یہ عظیم فضیلت ان اعمالِ جلیلہ کی وجہ سے ہے جو ان ایام میں انجام پاتے ہیں جیسے:

ان دس دنوں میں "حج" جیسا عظیم فریضہ اور رکنِ اسلام انجام دیا جاتا ہے۔

ان دس دنوں میں "عرفہ کا دن" ہے:

ذوالحجہ کے مہینے کی 9 تاریخ کا دن "یوم عرفہ (عرفہ کا دن)" کہلاتا ہے۔ حجاج کرام اس دن عرفات کا وقوف کرتے ہیں جو حج کا رکنِ اعظم ہے۔

عرفہ کا دن بڑی فضیلت والا دن ہے، اتنی فضیلت والا دن کہ اگر ان دس دنوں میں سوائے یومِ عرفہ کے اور کچھ نہ ہوتا تو ان دس دنوں کی فضیلت کے لیے کافی تھا۔

یہ گناہوں کی مغفرت کا دن اور جہنم سے آزادی کا دن ہے۔ (صحیح مسلم)

* دنوں میں کوئی دن ایسا نہیں جس میں اللہ تعالیٰ اتنے لوگوں کو جہنم سے آزاد فرماتا ہے جتنا عرفہ کے دن فرماتا ہے (صحیح مسلم)

* اس دن اللہ تعالیٰ نے ہم مسلمانوں کے لیے ہمارے دین، دینِ اسلام کو نا صرف بطورِ دین کے پسند فرمایا بلکہ اسے مکمل فرمایا اور ہم پر اپنی نعمت کا اتمام فرمایا۔ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک یہودی نے ان سے کہا کہ اے امیر المومنین! تمہاری کتاب (قرآن) میں ایک آیت ہے جسے تم پڑھتے ہو۔ اگر وہ ہم یہودیوں پر نازل ہوتی تو ہم اس (کے نزول کے) دن کو عید کا دن بنا لیتے۔ آپ نے پوچھا وہ کون سی آیت ہے؟ اس

نے جواب دیا (سورہ مائدہ کی یہ آیت کہ) ترجمہ: ''آج میں نے تمہارے دین کو مکمل کر دیا اور اپنی نعمت تم پر تمام کر دی اور تمہارے لیے دین اسلام پسند کیا'' (المائدۃ 3:)'' سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہم اس دن اور اس مقام کو (خوب) جانتے ہیں جب یہ آیت رسول اللہ ﷺ پر نازل ہوئی (اس وقت) آپ ﷺ عرفات میں جمعہ کے دن قیام فرمائے ہوئے تھے''۔ (صحیح بخاری و مسلم)

* اسلام کے عظیم رکن حج میں عرفہ و یومِ عرفہ کی یہ حیثیت ہے کہ جس نے حج کیا اور حج میں عرفہ کا وقوف نہ کیا تو اُس کا حج ہی نہیں ہوگا۔ (صحیح بخاری و مسلم)

* دعاؤں میں بھی سب سے بہترین دعاء عرفہ کی دعا کو قرار دیا گیا۔ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے: خَيْرُ الدُّعَاءِ دُعَاءُ يَوْمِ عَرَفَةَ ''سب سے بہترین دعا عرفہ کے دن کی دعا ہے۔ (ترمذی)

* اس دن اللہ تعالیٰ عرفات میں موجود لوگوں کو دیکھ کر آسمان والوں پر فخر فرماتا ہے۔ (صحیح مسلم)

ان دس دنوں میں ''یوم النحر (قربانی کا دن)'' ہے:

بعض اہلِ علم کے نزدیک سال کے تمام دنوں میں سب سے عظیم دن یہی قربانی کا دن ہے۔ نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے: اللہ کے نزدیک دنوں میں سب سے عظیم دن یوم النحر (قربانی کا دن) ہے۔ (احمد، ابوداود، حاکم)

ان دس دنوں میں کئی بنیادی عبادات جمع ہو جاتی ہیں:

* امام حافظ ابنِ حجر رحمہ اللہ صحیح بخاری شریف کی مایہ ناز شرح فتح الباری میں فرماتے ہیں: ظاہر یہی ہوتا ہے کہ ذوالحجہ کے ابتدائی دس دنوں کی فضیلت و امتیازی حیثیت کی وجہ ان میں

اہم وبنیادی عبادات کا جمع ہو جانا ہے جو کہ:

نماز (فرائض وعید الاضحیٰ کی نماز)۔ روزہ (۹ ذوالحجہ کا روزہ جو گزشتہ وآئندہ کے ایک سال کے گناہوں کو ختم کر دیتا ہے (مسلم))۔

صدقہ (قربانی کی صورت میں) اور حج جیسی عظیم عبادات ہیں۔

لہٰذا ہر مسلمان کو چاہیے کہ وہ ان دس دنوں کی ابتدا اللہ تعالیٰ کے سامنے سچی اور پکی توبہ کے ساتھ کرے اور پھر عمومی طور پر کثرت سے اعمالِ صالحہ کا اہتمام کرے بالخصوص مندرجہ ذیل اعمال کا خیال رکھتے ہوئے انہیں بھرپور طور پر انجام دینے کی کوشش کرے۔ اللہ توفیق عطا فرمائے۔

ذوالحجہ کے ابتدائی دس دنوں میں کرنے والے کام

سچی توبہ سے آغاز کرنا:

اہلِ ایمان کی دنیا و آخرت میں کامیابی و کامرانی کا دارومدار اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرنے اور سچی توبہ کرنے میں ہے۔فرمانِ الٰہی ہے:

وَتُوبُوٓا۟ إِلَى ٱللَّهِ جَمِيعًا أَيُّهَ ٱلْمُؤْمِنُونَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ

''اے مؤمنو!تم سب کے سب اللہ کی جناب میں توبہ کرو تاکہ تم کامیاب ہوجاؤ''۔

لہٰذا ہر مسلمان کو چاہیے کہ وہ نیکیوں کے موسموں میں اعمالِ صالحہ کی ابتداء اللہ تعالیٰ سے سچی توبہ و استغفار سے کرے۔

ان ایام سے بھرپور فائدہ اٹھانے کی پختہ نیت و عزم کرنا:

پھر نیکیوں کے اس موسمِ بہار سے نیک اعمال کے ذریعہ بھرپور طور پر فائدہ اٹھانے کا پختہ وعزم کریں اور یاد رکھیں!

جو مسلمان اخلاص کے ساتھ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے مطابق نیک عمل کرنے کا پختہ عزم و نیت کرلے تو اللہ تعالیٰ نا صرف یہ کہ اُس کی مدد فرماتا ہے بلکہ اس کے اسباب بھی اُسے مُیسر فرمادیتا ہے۔فرمانِ الٰہی ہے:

وَٱلَّذِينَ جَٰهَدُوا۟ فِينَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا ۚ وَإِنَّ ٱللَّهَ لَمَعَ ٱلْمُحْسِنِينَ۔

''اور جن لوگوں نے ہمارے لئے کوشش کی ہم ضرور اُنہیں اپنی راہ دکھائیں گے اور بے شک اللہ تعالیٰ نیک لوگوں کے ساتھ ہے''۔(سورۃ العنکبوت:69)

تمام گناہوں سے بچنے کا خاص اہتمام کرنا:

ذوالحجہ اسلامی مہینوں میں آخری مہینہ ہے اور دینِ اسلام میں حرمت والے مہینوں میں سے ہے، اس کی حرمت کا تقاضا یہ ہے کہ اس میں ہر قسم کے گناہ و نافرمانی کے کام، ہر قسم کے ظلم، زیادتی اور حقوق کی پامالی وحق تلفی سے بچنے کا خاص اہتمام کیا جائے جیسا کہ قرآن کریم میں ارشاد ربانی ہے:

اِنَّ عِدَّةَ الشُّهُوْرِ عِنْدَ اللّٰهِ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا فِيْ كِتٰبِ اللّٰهِ....الخ (سورۃ التوبہ:36)

ترجمہ: ''بے شک اللہ تعالیٰ کے نزدیک مہینے گنتی میں بارہ ہیں اللہ کی کتاب (لوح محفوظ) میں، جس دن سے اس نے آسمان وزمین کو بنایا ان میں چار مہینے حرمت والے ہیں یہی دین کا سیدھا راستہ ہے تو ان مہینوں میں اپنے آپ پر ظلم نہ کرو''۔

ان چار مہینوں میں گناہ کا وبال بڑھ جاتا ہے اور ایک قول یہ بھی ہے کہ تمام مہینوں میں گناہ کے ذریعے اپنی جانوں پر ظلم نہ کرو۔ (تفسیر جلالین۔ص:202)

اس بات کو بھی ذہن نشین رکھنا چاہیے کہ جیسے نیکیاں اللہ سے قریب ہونے کا ذریعہ ہیں اسی طرح گناہ اللہ تعالیٰ اور اُس کی رحمت سے دوری کا سبب ہیں لہٰذا ان دنوں میں بالخصوص اور سال و زندگی بھر بالعموم جہاں ایک طرف مسلمان نیک اعمال کا اہتمام کرتا ہے وہاں دوسری طرف اسے چاہیے کہ وہ گناہوں سے مکمل اجتناب کرے اور یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ جس طرح نیکیاں گناہوں کو ختم کرنے کا ذریعہ ہیں بالکل اسی طرح گناہ بھی نیکیوں کو کھا جاتے اور ضائع کردیتے ہیں۔

تمام قسم کے نیک اعمال انجام دینا:

ذوالحجہ کے ان ابتدائی دس دنوں میں مذکورہ تمام اعمال کے علاوہ بھی کسی بھی نیک عمل کو معمولی یا

حقیر مت سمجھیے اور زیادہ سے زیادہ اعمالِ صالحہ کرنے کا اہتمام کیجیے!

اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس فرمان کو ہمہ وقت ملحوظ رکھیے کہ: ''ان (ذوالحجہ کے ابتدائی) دس دنوں میں کیے جانے والے اعمالِ صالحہ اللہ تعالیٰ کو سال کے بقیہ تمام دنوں میں کیے جانے والے اعمال سے زیادہ محبوب ہیں۔

فرائض کی پابندی اور نوافل کا اہتمام کرنا:

توحید (اللہ تعالیٰ کی وحدانیت) کے بعد فرائض میں سب سے مقدم حق اللہ تعالیٰ کا حق ''نماز'' ہے جس کی پابندی احسن اور مکمل انداز سے کی جائے اس طور پر کہ باجماعت تکبیرِ اولیٰ کے ساتھ پہلی صف میں نماز ادا کرنے کی کوشش کی جائے اور اسی طرح سنتوں اور نوافل کا بھی زیادہ سے زیادہ اہتمام کیا جائے: سیدنا ثوبان رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: ''اللہ کے آگے کثرت سے سجدہ ریز ہوا کر، اللہ کے آگے تیرے ایک سجدہ کرنے سے اللہ تیرا ایک درجہ بلند کردے گا اور ایک خطا کو مٹا دے گا''۔ (صحیح مسلم)

یہ ایک سجدہ جسے تو گراں سمجھتا ہے
ہزار سجدوں سے دیتا ہے بندے کو نجات

کثرت سے ''تکبیرات'' پڑھنا:

اللہ تعالیٰ کی وحدانیت (لا الہ الا اللہ)، عظمت و بڑائی (اللہ اکبر) اور تسبیح (سبحان اللہ) بیان کرنا:

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کے ہاں ان دس دنوں سے عظیم (پورے سال کا) کوئی دن نہیں اور ان دس دنوں میں کیے جانے

والے اعمال سے زیادہ کوئی عمل محبوب نہیں، لہذا کثرت سے اللہ کی وحدانیت (لا الہ الا اللہ)، عظمت و کبریائی (اللہ أکبر) اور تسبیح (سبحان اللہ) پڑھا کرو"۔(صحیح مسلم)

امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ ذکر فرماتے ہیں: "سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اور سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ذوالحجہ کے پہلے دس دنوں میں بازار میں نکل جاتے اور بلند آواز سے تکبیرات پڑھتے اور لوگ بھی ان کے ساتھ تکبیریں کہنے میں مل جاتے"۔(صحیح بخاری)

ایک اور مقام پر ذکر فرماتے ہیں کہ: "سیدنا عمر رضی اللہ عنہ منیٰ میں اپنے خیمہ میں تکبیرات پڑھتے جسے لوگ سنتے اور تکبیریں کہتے اور بازار والے بھی تکبیریں کہنا شروع کر دیتے حتی کہ منیٰ تکبیرات کی آواز سے گونج اٹھتا"۔(صحیح بخاری)

لہٰذا ہمیں بھی چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت، عظمت و کبریائی کی صداؤں سے اللہ کی زمین کو بھر دیں اور ہم اپنے گھروں میں ہوں، بازار، دوکان، آفس، کمپنی وفیکٹری میں ہوں یا کہیں بھی، مصروف ہوں یا فارغ، ان دس دنوں میں بالخصوص تکبیرات کو اپنا وطیرہ بنالیں اور اپنی زبان کو تکبیرات سے تر رکھیں کہ ان میں سے ایک ایک آواز و پکار کل روزِ قیامت اللہ کے یہاں ہماری نجات کا سبب ہوں گی ان شاء اللہ۔ اسی طرح اپنے گھر والوں، بچوں اور رشتہ دار و اقارب اور دوست احباب کو بھی اس کی ترغیب دلائیں کہ ان دنوں میں یہ عمل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور اُن کے بعد ہر زمانہ میں اہلِ ایمان نیک لوگوں کا شعار رہا ہے۔ اللہ توفیق عطا فرمائے۔

تکبیرات کے الفاظ:

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے تکبیرات کے مختلف الفاظ و صیغے مروی و ثابت ہیں جو درجِ

ذیل ہیں:

اَللّٰهُ أَكْبَرُ اَللّٰهُ أَكْبَرُ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، وَاللّٰهُ أَكْبَرُ اللّٰهُ أَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ۔

(یہ کلمات سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہیں)۔ (المصنف لابن أبی شیبۃ: 5697)

اَللّٰهُ أَكْبَرُ كَبِيْرًا، اَللّٰهُ أَكْبَرُ كَبِيْرًا، اَللّٰهُ أَكْبَرُ وَأَجَلُّ، اللّٰهُ أَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ

(یہ کلمات بھی سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہیں) (المصنف لابن أبی شیبۃ: 5701)

اَللّٰهُ أَكْبَرُ اللّٰهُ أَكْبَرُ اللّٰهُ أَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ اللّٰهُ أَكْبَرُ وَأَجَلُّ، اللّٰهُ أَكْبَرُ عَلٰى مَا هَدَانَا۔

(یہ کلمات سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہیں)۔ (أخرجه البيهقي في السنن الكبرى (5 /104)، وإسناده صحيح، قاله الألباني في الإرواء)۔

تکبیرات میں مذکورہ کلمات کا اہتمام بھی صحیح ہے اور ان دنوں کے تعلق سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کہ: ''کثرت سے اللہ کی وحدانیت (لا الہ الا اللہ)، عظمت و کبریائی (اللہ أکبر) اور تسبیح (سبحان اللہ) پڑھا کرو''۔ (صحیح مسلم) کے تحت اللہ کی وحدانیت، تکبیر و تسبیح کو کسی بھی انداز و الفاظ میں ادا کیا جا سکتا ہے جیسے: (لا الہ الا اللہ) (اللہ أکبر) اور (سبحان اللہ) وغیرہ۔ اصل مقصود اللہ تعالیٰ کی توحید و تکبیر و تسبیح کرنا ہے۔ واللہ اعلم۔

تکبیرات کا وقت و مدت (ابتداء و انتہاء)

تکبیرات دو طرح سے ادا کی جائیں گی:

تکبیراتِ مطلق:

جس کا وقت ذوالحجہ کا چاند نظر آتے ہی شروع ہو جاتا ہے یعنی یکم ذوالحجہ سے لیکر ایام التشریق کے اختتام یعنی 13 ذوالحج بقرعید کے چوتھے دن کے اختتام تک۔

ان مذکورہ دنوں میں تکبیرات کو مطلق طور پر صبح شام، نمازوں سے پہلے اور بعد میں ہر وقت ادا کرنا ہے۔

تکبیراتِ مقید:

جن کا وقت بالخصوص بقرعید سے ایک دن پہلے یعنی 9 ذوالحج کی فجر سے شروع ہوتا ہے اور ایام التشریق یعنی 13 ذوالحج بقرعید کے چوتھے دن کے اختتام تک رہتا ہے۔ اسطرح کہ انہیں مقید طور پر خصوصاً فرض نمازوں کے فوراً بعد ادا کیا جاتا ہے۔ فرض نماز سے سلام پھیر کر تکبیر پڑھیں ،3 مرتبہ استغفار کریں اور پھر" اللهم أنت السلام ومنك السلام تبارکت یا ذا الجلال والإکرام " پڑھ کر تکبیرات پڑھیں۔ واللہ اعلم

نوٹ: یہ تکبیرِ مقید غیر حاجی (جو حج نہیں کر رہے اُن) کے لیے ہے جبکہ حاجی (حج کرنے والے) کی تکبیرِ مقید کا وقت قربانی کے دن دس ذوالحجہ کی ظہر سے شروع ہوتا ہے۔

خلاصہ کلام: یہ ہیکہ ذوالحجہ کا چاند نظر آتے ہی تکبیرات شروع کر دینی چاہییں اور انہیں صبح شام، نمازوں سے پہلے اور بعد میں ہر وقت، ہر جگہ اور ہر حالت میں پڑھتے رہنا چاہیے اور پھر بقرعید سے ایک دن پہلے یعنی 9 ذوالحج کی فجر سے مقید طور پر فرض نمازوں کے فوراً بعد خاص طور پر ان کا اہتمام کرنا چھاہیے اور ایام التشریق (11،12،13) کے اختتام یعنی 13 ذوالحج بقرعید کے چوتھے دن کے اختتام تک اس سلسلہ کو جاری رکھنا چاہیے۔ واللہ اعلم

(دیکھیے: مجموع فتاوی ابن باز رحمہ اللہ 13 / 17، والشرح الممتع لابن عثیمین رحمہ اللہ 5 / 220-224)

ذوالحجہ کا مہینہ شروع ہونے کے بعد بال اور ناخن نہ کاٹنا:

جو شخص قربانی کرنے کا ارادہ رکھتا ہو، اس کے لئے حکم ہے کہ ماہِ ذوالحجہ کا چاند نظر آنے کے بعد سے قربانی کرنے تک نہ تو اپنے جسم کے کسی حصہ کے بال کاٹے یا اکھاڑے اور نہ ہی ناخن

تراشے۔اوران کاموں سے ذوالحجہ کا چاند نظر آنے سے پہلے فراغت حاصل کرلے۔

سیدہ اُم سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرما: جب دس دِن (یعنی ذی الحج کے پہلے دِس دِن) آجائیں اورتم میں کوئی قُربانی کرنے کا اِرادہ رکھتا ہوتو وہ اپنے جسم (کے کسی حصہ کے بال وناخن) کو (تراشنے وکاٹنے کی غرض سے) مت چھوئے۔یعنی جسم کے بال یاناخن وغیرہ نہ اتارے۔(صحیح مسلم)

حج وعمرہ کی ادائیگی:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے: ''جس شخص نے اللہ کے گھر کا حج کیا اور بے ہودگی وفسق اور ہر قسم کے گناہ سے بچا رہا تو (حج کے بعد) اس حالت میں لوٹے گا جیسے آج ہی (تمام گناہوں سے پاک) ماں کے بطن سے پیدا ہوا ہو''۔(صحیح بخاری)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان مبارک ہے:

''حج مبرور (مقبول) کی جزا تو صرف جنت ہے''۔(صحیح بخاری)

روزوں کا اہتمام کرنا، بالخصوص 9 ذوالحجہ کا روزہ رکھنا:

سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چار کام کبھی نہیں چھوڑتے تھے: عاشوراء (دس محرم) کا روزہ، عشرہ ذوالحجہ کے روزے، ہر (اسلامی) مہینے کے تین دن (ایام بیض یعنی اسلامی 13، 14، 15 تاریخ) کے روزے اور فجر کی دو سنتیں''۔(ابوداؤد)

عرفہ کے دن 9 ذوالحجہ کا روزہ دوسال کے گناہوں کا کفارہ:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''عرفہ (۹ ذوالحجہ) کے دن کا روزہ رکھنا، مجھے اُمید ہے کہ اللہ تعالیٰ

اسے ایک سال قبل اور ایک سال بعد کے گناہوں کا کفارہ بنا دے"۔ (صحیح مسلم)

نوٹ: یہ روزہ حاجی کے لیے نہیں ہے اس لیے کہ نبی ﷺ نے دورانِ حج اس کا روزہ نہیں رکھا تھا، اور یہ بھی مروی ہے کہ نبی ﷺ نے یوم عرفہ کا میدان عرفات میں روزہ رکھنے سے منع فرمایا ہے، لہذا حاجی کے علاوہ باقی سب کے لیے یہ روزہ رکھنا مستحب ہے۔ نیز یہ روزہ ذوالحجہ کی 9 تاریخ کا روزہ ہے جسے ہر شخص اپنے علاقے کی 9 ذوالحجہ کو رکھے گا جبکہ اہلِ علم کا ایک طبقہ اسے عرفہ ہی کے دن رکھنے کا قائل ہے۔ واللہ اعلم

قربانی کے جانور کو ذبح کرنا:

امام حافظ ابن قیم رحمہ اللہ اپنی مایہ ناز تصنیف زاد المعاد (1/54) میں فرماتے ہیں:

اللہ تعالی کے ہاں سب سے افضل اور بہتر دن یوم النحر (قربانی، عید الاضحیٰ) کا دن ہے اور وہ حج اکبر والا دن ہے جس کا ذکر اس حدیث میں بھی ملتا ہے جو امام ابوداود رحمہ اللہ نے بیان کی ہے:

نبی ﷺ کا فرمان ہے: یقیناً یوم النحر (قربانی کا دن) اللہ تعالی کے ہاں سب سے بہترین دن ہے۔ (علامہ البانی رحمہ اللہ نے صحیح ابوداود میں اسے صحیح قرار دیا ہے)۔

لہٰذا عشرۂ ذوالحجہ کے اعمال میں اہم ترین عمل اللہ ہی کے لیے "قربانی" کرنا یعنی جانور اللہ کی راہ میں ذبح کرنا ہے۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جو شخص استطاعت رکھنے کے باوجود قربانی نہیں کرتا وہ ہماری عیدگاہ کے قریب بھی نہ آئے"۔ (ابنِ ماجہ)

قربانی سے متعلقہ مفصّل احکام مستقل طور پر اگلی سطور میں ذکر کیے جا رہے ہیں۔

صدقہ وخیرات کرنا، اللہ کے راستے میں خرچ کرنا:

اپنے والدین، بیوی، بچوں کے ساتھ ساتھ قریبی رشتہ دار، پڑوسی، محلہ دار اور تمام مسلمانوں میں مستحقین، یتیم و بیواؤں، فقراء ومساکین اور اللہ کے راستے میں مختلف مدود میں خوش دلی کے ساتھ، اللہ کی رضاء اور اپنی واجبی ذمہ داری سمجھتے ہوئے خرچ کرنا۔

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ عید الفطر یا عید الاضحیٰ کے دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عیدگاہ کی طرف نکلے اور پھر وہاں لوگوں کو وعظ و نصیحت فرمائی اور انہیں صدقہ وخیرات کرنے کا حکم دیتے ہوئے فرمایا: لوگو! صدقہ کیا کرو۔ اور عورتوں کے پاس سے گزرے تو فرمایا: اے عورتوں کی جماعت! صدقہ کیا کرو، کیونکہ میں نے دیکھا ہے کہ تمہاری تعداد آگ میں سب سے زیادہ ہے۔

اور جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے گھر تشریف لے گئے تو ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی بیوی سیدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا اندر آنے کی اجازت مانگنے لگیں: تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا گیا کہ زینب رضی اللہ عنہا آئی ہیں، تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دریافت کیا کونسی زینب؟ تو کہا گیا کہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیوی، تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اجازت مرحمت فرمائی، سیدہ زینب اندر آئیں اور عرض کیا: اے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ نے آج صدقہ وخیرات کرنے کا حکم دیا ہے، اور میرے پاس میرا زیور ہے میں اسے صدقہ کرنا چاہتی ہوں، تو ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا خیال ہے کہ وہ اور اس کی اولاد اس صدقہ کی زیادہ مستحق ہے، تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے سچ کہا ہے، تیرا خاوند اور تیری اولاد کسی دوسرے پر صدقہ کرنے سے زیادہ حقدار ہے"۔ (صحیح بخاری و مسلم)

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: اے ابن آدم خرچ کر میں تجھ پر خرچ کرونگا''۔(صحیح بخاری و مسلم)

ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''روزانہ صبح دو فرشتے نازل ہوتے ہیں، ان میں سے ایک کہتا ہے: اے اللہ! خرچ کرنے والے کو نعم البدل دے، اور دوسرا کہتا ہے: اے اللہ! روک کر رکھنے والے کا مال تلف (ختم) کردے''۔(صحیح بخاری و مسلم)

وہ نیک اعمال جن میں عموماً غفلت و سستی کی جاتی ہے:

درجِ ذیل ہیں:

اللہ کے ذکر اور فرض نماز بالخصوص عید کی فجر کی نماز کی ادائیگی میں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر مسنون صلوٰۃ وسلام پڑھنے میں، سنن اور نوافل کی ادائیگی میں، قرآن کریم کی تلاوت میں، دعائیں کرنے میں، ذوالحجہ کے روزے بالخصوص 9 ذوالحجہ کا روزہ رکھنے میں، قربانی کرنے والے کا ذوالحجہ کا مہینہ شروع ہونے کے بعد بال یا ناخن کاٹنے سے اجتناب کرنے میں، حرام مال وذریعہ معاش سے اجتناب کرنے میں، ہر قسم کے ظلم وزیادتی سے دور رہنے میں، حقوق العباد میں، والدین کے ساتھ حسنِ سلوک میں، رشتہ داروں کے ساتھ صلہ رحمی کرنے میں، لوگوں کو معاف کرنے اور اُن سے درگزر کرنے میں، امانت کی ادائگی اور وعدہ کو پورا کرنے میں، زبان وشرم گاہ اور نگاہوں کی اللہ کی نافرمانی سے حفاظت کرنے میں، اپنی استطاعت کے مطابق حکمت کے ساتھ لوگوں کو نیکی کا حکم دینے اور برائی سے روکنے میں، خیر وبھلائی اور نیکی کے معاملہ میں ایک دوسرے کی مدد کرنے میں، اولاد کی صحیح دینی تربیت کرنے میں، ہر مسلمان کے

حق میں اپنے دل کو ہر قسم کے بغض، حسد اور نفرت سے پاک کرنے میں، صدقہ وخیرات کرنے میں وغیرہ شامل ہیں۔

لہٰذا مذکورہ تمام امور میں غور کریں اور جہاں اور جس معاملہ میں خود میں کمی وغفلت محسوس کریں اپنی اصلاح کرنے کی کوشش کریں کہ مؤمن ہر وقت اپنی اصلاح کرنے اور خود کو سنوارنے میں لگا رہتا ہے۔ اللہ توفیق عطاء فرمائے۔

عیدالاضحیٰ کے چند اہم مسائل

اللہ تعالیٰ نے اہلِ اسلام مسلمانوں کو سال میں دو عیدیں، عید الفطر اور عید الاضحیٰ عطا فرمائی ہیں۔ عید الفطر سال کے تمام مہینوں میں سب سے افضل مہینے رمضان المبارک اور سال کی تمام راتوں میں سب سے افضل راتیں رمضان کے آخری عشرہ کی راتوں کے بعد عطا کی گئی اور عید الاضحیٰ سال کے دنوں میں سب سے افضل دن ذوالحجہ کے پہلے عشرہ کے اختتام پر عطا کی گئی تاکہ ہر مسلمان کو ہمہ وقت اس بات کا احساس رہے کہ اس کی حقیقی خوشی وہ خوشی ہے جو نیک اعمال اور اچھے کاموں سے جڑی ہو، جس کی بنیاد اللہ تعالیٰ، اُس کے رسول اور اس کے دین کی محبت، تعظیم اور اطاعت پر قائم ہو۔ اسی لیے ہمارے دین کتاب وسنت میں ان دونوں عیدوں کے احکام و مسائل کو بھی بیان کیا گیا ہے۔ ذیل میں عید سے متعلقہ چند اہم مسائل ذکر کیے جارہے ہیں تاکہ مسلمان خوشی اور مسرت کے ان دونوں موقعوں پر بھی اللہ تعالیٰ کا پسندیدہ طرزِ عمل اختیار کر کے دنیا و آخرت کی خیر و برکات اور سعادتیں حاصل کرسکیں۔

عید کے دن کی ابتداء نمازِ فجر سے کرنا:

اللہ تعالیٰ نے عید کی جو نعمت اور خوشی عطاء فرمائی ہے اُس کا اوّلین تقاضا اس کا شکر ادا کرنا ہے۔ اور نماز شکرانِ نعمت کے طریقوں میں اہم ترین طریقہ ہے، لہٰذا عید کے دن کی ابتداء اللہ تعالیٰ کے ذکر اور فرض نماز کی وقت پر اور باجماعت ادائیگی سے کریں اور یاد رکھیں عید کی باجماعت نماز سے زیادہ اہم فجر کی وقت پر اور باجماعت نماز کی ادائیگی ہے جسے ضائع کر کے آپ عید کی نماز اور قربانی جیسے عظیم عمل کی برکات بھرپور انداز سے حاصل نہیں کر سکتے۔

عید کے دن غسل، مسواک اور خوشبو کا مستحب ہونا:

نمازِ عید کیلئے جانے سے پہلے غسل کرنا مستحب ہے۔ صحابہ اور تابعین رضی اللہ عنھم کے بارے میں یہ ثابت ہے کہ وہ عید کی نماز کے لیے غسل کیا کرتے تھے، لہذا ایسا کرنا پسندیدہ عمل ہے۔ مسواک کا اہتمام کریں اور اگر خوشبو میسر ہو تو اسکا استعمال کریں۔

خواتینِ اسلام خاص خیال رکھیں!

اور خواتین کے لیے گھر سے باہر نکلتے ہوئے یا غیر محرم کے سامنے بے پردگی اختیار کرنا اور خوشبو لگانا سخت حرام ہے، لہذا عید کی نماز کی ادائیگی اور مسلمانوں کی دعاء میں شمولیت جیسی عظیم عبادت کے لیے جاتے ہوئے خواتینِ اسلام کو اس بات کا خاص خیال رکھنا چاہیے۔

صاف ستھرا اور خوبصورت لباس زیب تن کر کے عید کیلئے جانا:

عید کے لیے عمدہ و صاف ستھرا لباس پہن کر جانا مستحب ہے۔ امام ابن قیم رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عیدین کے موقعہ پر اپنا سب سے زیادہ خوبصورت لباس پہنتے تھے۔

نمازِ عید الفطر سے پہلے کچھ کھانا اور نمازِ عید الاضحیٰ سے پہلے کچھ نا کھانا:

عید الفطر: سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عید فطر والے دِن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھجوریں کھائے بغیر صبح کا آغاز نہیں فرمایا کرتے تھے، اور وتر عدد (یعنی تین، پانچ، سات جیسا عدد) میں کھایا کرتے تھے۔ (صحیح بخاری)

عید الاضحیٰ: سیدنا بُریدہ رضی اللہ عنہُ سے روایت ہے کہ (نبی صلی اللہ علیہ وسلم (عید) فطر کے دن کھائے بغیر (نمازِ عید کے لیے) باہر تشریف نہ لاتے، اور (عید) اضحیٰ کے دِن (نماز سے)

واپس تشریف لانے کے بعد اپنی قربانی (کے جانور کے گوشت) میں سے کھاتے۔ سنن ابن ماجہ، سنن الترمذی،، سنن الدارمی، (ترجمہ مجموعہ روایات میں سے ہے)

عیدالفطر کے دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کھائے بغیر نہ نکلتے اور عیدالاضحیٰ (بقرعید) کے دن نمازِ عید پڑھنے تک کچھ تناول نہ فرماتے۔ (صحیح بخاری)

نوٹ: عیدالفطر کی نماز کے لیے نکلنے سے پہلے طاق عدد میں کھجوریں یا کھجوروں کی غیر موجودگی میں کچھ نہ کچھ میٹھا کھا کر نکلنا چاہیے لیکن اگر کوئی شخص کچھ نا کھائے تو اُس پر کوئی گناہ نہیں اور عید الاضحیٰ کی نماز سے پہلے کچھ نہیں کھانا چاہیے اور واپسی پر ناشتہ قربانی کے گوشت سے کرنا چاہیے، یہی مسنون ہے لیکن اگر عیدالاضحیٰ سے پہلے کچھ تناول کر لے تو اس پر کوئی گناہ نہیں۔

عید کی نماز مسجد کے بجائے کھلے میدان وغیرہ ''عیدگاہ'' میں ادا کرنا:

سیدنا ابوسعید الخذری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فطر (عید) اور اضحیٰ (بقرعید) کے دِن (عید کی نماز) کے لیے عیدگاہ کی طرف جایا کرتے تھے''۔ (صحیح بخاری، صحیح مسلم)

امام ابن الحاج المالکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: دونوں عید کی نماز میں یقینی سُنّت یہ ہی رہی ہے کہ یہ نمازیں (مسجد میں نہیں بلکہ) مُصلیٰ (عیدگاہ) میں ادا کی جائیں، کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ (میری اس مسجد (نبوی) میں ادا کی گئی نماز کسی اور مسجد میں ادا کی گئی نماز سے ہزار درجہ بہتر ہے، سوائے مسجدِ حرام (مسجدِ کعبہ) کے) (صحیح بخاری، صحیح مسلم)۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ فرمانے کے ساتھ اِس عظیم فضیلت کو چھوڑ کر عیدوں کی نماز اپنی مسجد (نبوی) میں نہیں ادا کی بلکہ باہر مُصلّے (عیدگاہ) میں تشریف لے گئے۔ (المدخل/جلد ۲/صفحہ ۲۸۳)

یہ اس بات کا واضح ثبوت ہے کہ بہر صورت عید کی نماز مسجد میں نہیں بلکہ مُصلّے (عیدگاہ) میں ہی

ادا کی جانی چاہیے۔

عورتوں کا عیدگاہ جانا:

اُم عطیہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں (عورتوں) کو حکم فرمایا کہ ہم سب (عید) الاضحیٰ اور (عید) الفطر میں (عیدگاہ کی طرف) جائیں، نئی بالغ ہونے والی لڑکیاں، اور حیض (ماہواری) کی حالت والیاں، اور جوان کنواریاں (سب کی سب عیدگاہ جائیں) لیکن حیض والی عورتیں نماز نہ پڑھیں بلکہ (نماز کی جگہ سے ذرا ہٹ کر) مسلمانوں کی خیر اور دعاء میں شامل ہوں، میں نے کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ اگر ہم میں سے کسی کے پاس پردے کے لیے چادر نہ ہو تو وہ کیا کرے؟ تو فرمایا: اُس کی کوئی دوسری (مسلمان) بہن اُسے اپنی چادر میں لپیٹ (کر ساتھ) لائے۔ (صحیح بخاری و صحیح مسلم)

بچوں کو عیدگاہ لے جانا:

عیدین کے موقعہ پر بچوں کو عیدگاہ لیجانا بھی سنت سے ثابت ہے۔ لیکن اس بات کا خیال رکھنا چاہئے کہ ان کی وجہ سے لوگوں کی نماز و خطبہ میں کوئی خلل پیدا نہ ہو۔ لہٰذا انہیں ضرور ساتھ لیجانا چاہیے اور ساتھ ساتھ نماز، خطبہ، مسجد، عیدگاہ اور دیگر شرعی احکامات سے متعلقہ آداب کی تعلیم بھی دینی چاہیے۔

تکبیرات پکارتے ہوئے عیدگاہ جانا اور نماز شروع ہونے تک تکبیرات بلند کرنا:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (عید) فطر کے دن (نماز کے لیے) نکلتے تو تکبیر بلند کرتے یہاں تک (اسی حالت میں) عیدگاہ تک پہنچتے اور نماز ادا کرنے تک تکبیروں کا سلسلہ جاری رہتا۔

جب نماز ادا کر لیتے تو تکبیریں کہنا ترک کر دیتے۔(سلسلة الاحادیث الصحیحة / حدیث ۱۷۱)
افسوس کہ اب مسلمانوں میں سے اگر کوئی ایسا کرے تو اُسے ملامت بھری نگاہوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے اور جو شیطان کی آواز بلند کرتے یا سُنتے ہوئے چلے یعنی موسیقی بجاتے یا سُنتے اور گانے گاتے یا سنتے ہوئے تو اُسے پسندیدہ نگاہوں سے دیکھا جاتا ہے، اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّا اِلَیۡهِ رَاجِعُوۡنَ

نمازِ عیدین کا حکم:

عیدین کی نماز ادا کرنا اہلِ علم کے راجح قول کے مطابق نصوص شرعیہ کی روشنی میں اہلِ اسلام پر فرض و واجب ہے۔ کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود کبھی بھی کسی بھی عید کی نماز نہیں چھوڑی، اور مسلمانوں کو یہ نماز پڑھنے کا اس انداز سے حکم دیا ہے کہ خواتینِ اسلام تک کو تاکید فرمائی بلکہ اُن خواتین تک کو حکم دیا جن کے پاس پردے کے لیے کوئی چادر تک موجود نہ ہو کہ وہ اپنی دوسری مسلمان بہن کی چادر میں شامل ہو کر عید گاہ اور مسلمانوں کی خیر و دعاء میں شامل ہوں حتی کہ ماہواری والی خواتین بھی شامل ہوں (بخاری و مسلم)۔ لہٰذا ہر مسلمان کو عید گاہ میں پہنچ کر نماز، خطبہ و دعا میں شامل ہونا ضروری ہے۔ واللہ اعلم

نماز عید سے پہلے یا بعد کوئی نفلی نماز نہیں ہے:

نماز عید کی صرف دو عید رکعتیں ہیں ان سے پہلے یا بعد میں کوئی نفلی نماز نہیں۔ (صحیح بخاری)

نمازِ عیدین کے لیے نہ اذان ہے اور نہ ہی اقامت:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فطر (چھوٹی عید) کے دِن اور اضحیٰ (بڑی عید) کے دِن عید گاہ کی طرف تشریف لے جاتے اور (وہاں پہنچ کر) سب سے پہلے نماز کا آغاز فرماتے“۔ (صحیح بخاری و مسلم)

یعنی نمازِ عید سے پہلے کوئی سنت یا نفل ادا نہ فرماتے، البتہ اگر کسی عذرِ شرعی کی وجہ سے نمازِ عید مسجد میں ادا کرنی پڑ جائے تو مسجد میں داخلہ کی دو رکعتیں یعنی تحیۃ المسجد ضرور ادا کرنی چاہییں بشرطیکہ نمازِ عید میں اتنا وقت ہو کہ دو رکعتیں پڑھی جا سکیں وگرنہ نمازِ عید شروع ہو جانے کی صورت میں نمازِ عید ہی ادا کی جائے گی۔ اور اسی طرح نمازِ عید کے بعد بھی کوئی سنت یا نفل نماز نہیں ہے۔

نماز عید کا وقت:

نماز عید کا وقت طلوع آفتاب کے فوری بعد نفلی نماز ادا کرنے کا وقت ہے۔ آپ ﷺ نمازِ عید الفطر اوّل وقت سے قدرے تاخیر سے ادا کرتے اور نماز عید الاضحیٰ جلدی ادا کرتے تھے۔

نماز عید خطبہ سے پہلے ادا کی جائے:

سنت یہ ہے کہ پہلے نمازِ عید ادا کی جائے پھر خطبہ عید شروع کیا جائے یہ بات بہت سی احادیث میں بیان کی گئی ہے۔

سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، ابوبکر، عُمر اور عُثمان رضی اللہ عنہم کے ساتھ عید میں حاضر ہوا (اور دیکھا کہ) سب کے سب "خُطبہ سے پہلے نماز" پڑھا کرتے تھے۔

(صحیح بخاری، حدیث ٩٦٢ / کتاب العیدین/ باب ٨، صحیح مُسلم، حدیث ٨٨٤ / کتاب صلاۃ العیدین کی پہلی حدیث)

نماز عید کی رکعتیں:

سیدنا عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فرمان ہے کہ سفر میں نماز دو رکعت ہے اور قربانی والے دن (بڑی عید) کی نماز دو رکعت ہے، اور فطر والے دن (چھوٹی عید) کی نماز دو رکعت ہے اور

جمعہ کی نماز دو رکعت ہے اور ان دو دو رکعتوں میں کوئی کمی نہیں (اور یہ حکم) محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے ہے۔ (مسند احمد، سنن النسائی، سنن البیهقی الکبریٰ)

عیدین میں تکبیرات اور نمازِ عید کا طریقہ:

نمازِ عید کا آغاز دیگر نمازوں کی طرح تکبیرِ تحریمہ سے ہوگا، لیکن نمازِ عید میں تکبیرِ تحریمہ کے بعد مزید تکبیرات بھی پڑھی جاتی ہیں۔ پہلی رکعت میں تلاوت سے پہلے سات تکبیریں کہی جائیں گی، اور دوسری رکعت میں سجدے سے کھڑے ہو چکنے کے بعد پانچ تکبیریں۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا فرمان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فطر اور قربانی (والے دن کی نمازوں میں) پہلی رکعت میں (تکبیرِ تحریمہ کے بعد اور قرائت سے پہلے) سات تکبیریں بلند کیا کرتے اور دوسری میں (قرأت سے پہلے) پانچ تکبیریں، (دونوں رکعتوں کی یہ تکبیریں) رکوع کے (لیے کہی جانے والی) تکبیروں کے علاوہ ہیں۔ (سنن ابو داؤد /حدیث ۱۱٤٤/باب ۲٥۰ التکبیر فی العیدین ، سنن ابن ماجه /حدیث ۱۲۸۰ /کتاب إقامة الصلاة و السنة فیها/ باب ۱٥٦۔ حدیث صحیح ہے، دیکھیے: إرواء الغلیل/حدیث ٦۳۹)۔

نوٹ: اگر نمازِ عید کی اضافی تکبیریں یا تکبیرات میں سے کچھ رہ جائیں بھول سے یا جان بوجھ کر تو نماز باطل (ضائع) نہیں ہوگی، لیکن جان بوجھ کر یہ اضافی تکبیریں چھوڑنے والا یقیناً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سُنّتِ مُبارکہ کا مُخالف قرار پائے گا۔

تکبیروں کے بعد سورت الفاتحہ اور اُس کے بعد مندرجہ ذیل سورتوں میں سے کوئی سورت پڑھی جائے گی:

(۱) سورت الاعلیٰ (سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى)

(۲) سورت الغاشیہ (هَلْ أَتَاكَ حَدِيثُ الْغَاشِيَةِ)

(۳)سورت ق(قٓ وَالْقُرْآنِ الْمَجِيدِ)

(٤)سورت الانشقاق(وَاقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ)۔(صحیح مُسلم)

نوٹ: سورۃ الفاتحہ امام ومقتدی دونوں پڑھیں گے کیونکہ سورۃ الفاتحہ پڑھے بغیر کسی بھی نمازی کی کوئی بھی نماز نہیں ہوتی۔(صحیح بخاری وصحیح مسلم)

جبکہ سورۃ الفاتحہ کے علاوہ مذکورہ سورتوں میں سے کوئی سورت یا قرآن مجید کا کوئی بھی حصہ صرف امام صاحب پڑھیں گے اور مقتدی غور سے استماع کریں گے۔اس کے عِلاوہ نمازِ عید باقی نمازوں کی طرح ہی ہے کوئی اور فرق نہیں۔

اگر کسی کی عید کی نماز رہ جائے:

اگر کسی کی نمازِ عید باجماعت رہ جائے، خواہ کسی وجہ سے ہو یا جان بوجھ کر چھوڑی ہو تو وہ جماعت سے یا انفرادی دو رکعت نمازِ عید مذکورہ طریقہ نمازِ عید کے مطابق پڑھے گا۔(صحیح بخاری)

اس سورت میں اُس کی نمازِ عید تو ادا ہو جائے گی مگر باجماعت نمازِ عید، خطبہ عید ومسلمانوں کی دعا میں شرکت نہ کرنے کی وجہ سے جو محرومی اجر وبرکت اسے حاصل ہوئی اُس کی تلافی وہ نہیں کر سکے گا۔

نمازِ عید سے پیچھے رہ جانے والا:

نمازِ عید سے پیچھے رہ جانے والا جتنی نماز سے رہ گیا اُسے نماز کی کیفیت کے مُطابق مکمل کرے گا۔

عیدگاہ کی طرف جانے اور اُس سے واپسی پر راستے کو تبدیل کرنا:

عیدگاہ کی طرف ایک راستے سے جایا جائے اور واپس آتے ہوئے دوسرے راستے سے آیا

جائے۔ سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کا فرماتے ہیں کہ عید کے دِن نبی صلی اللہ علیہ وسلم (عیدگاہ آنے جانے کا) راستہ بدل لیا کرتے تھے۔ (صحیح بخاری)

عیدین کے دنوں میں روزہ کی ممانعت:

عیدالاضحیٰ کے دن اور عیدالفطر کے دن روزہ رکھنے سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منع فرما ہے۔ (صحیح بخاری ومسلم)

جمعہ کے دن کی عید:

عید ہفتے کی کسی دن بھی ہو سکتی ہے۔ جمعہ کے دن عید ہونے کی صورت میں اہلِ اسلام عام دستور کے مطابق نمازِ عید ادا کرینگے البتہ جمعہ کے بارے میں اہلِ علم کے مابین اختلاف رہا ہے کہ جمعہ ادا کرنا واجب ہے یا انہیں اختیار ہوگا کہ اگر وہ چاہیں تو ادا کریں، چاہیں تو جمعہ کے بجائے نمازِ ظہر ادا کرلیں۔ البتہ مساجد میں جمعہ کا انعقاد کیا جائے گا جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کیا تھا۔ واللہ اعلم

عید کے خُطبہ کے مسائل:

* دونوں عیدوں کے خطبوں کا آغاز بھی دیگر عام خُطبوں کی طرح اللہ کی حمد وثناء سے کیا جائے گا۔
* عید کا خُطبہ ایک ہی حصے پر مُشتمل ہوتا ہے، جمعہ کے خُطبہ کی طرح دو حصوں میں نہیں۔

عید کا خُطبہ نمازِ کے بعد ہوتا ہے نہ کہ پہلے:

سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، ابو بکر، عُمر اور عُثمان رضی اللہ عنہم کے ساتھ عید میں حاضر ہوا (اور دیکھا کہ) سب کے سب "خُطبہ

سے پہلے نماز" پڑھا کرتے تھے۔(صحیح بخاری ، حدیث ۹۶۲ /کتاب العیدین /باب۸، صحیح مُسلم ، حدیث ۸۸٤ /کتاب صلاۃ العیدین کی پہلی حدیث)

عید کے خُطبے کے لیے منبر کا استعمال نہیں کیا جائے گا:

نمازِ عید سے پہلے خُطبہ دینے اور اِس خُطبہ کے لیے منبر اِستعمال کرنے کی بدعت مروان بن عبدالملک امیر (گورنر) مدینہ نے شروع کی ،اُس کے لیے کثیر بن الصلت نے مٹی اور گارے کا منبر تیار کیا تھا۔(صحیح بخاری، صحیح مسلم)

عید کی نماز کے بعد عید کے خُطبہ میں حاضر رہنا:

عید کی نماز کے بعد عید کے خطبہ میں حاضر رہنا اور غور سے سننا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی سنت اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا مبارک عمل ہے اور علم وتربیت کے ساتھ ساتھ اجر وثواب میں زیادتی کا سبب بھی ہے اور سب سے بڑھ کر خطبہ کے آخر مسلمانوں کی دعاؤں میں شامل رہنے کا ذریعہ بھی جس کی ترغیب بھی دلائی گئی ہے۔لیکن خطبہ میں حاضر رہنا واجب نہیں ہے۔
سیدنا عبداللہ بن سائب رضی اللہ عنہُ کا بیان ہے کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھ عید کی نماز میں حاضر ہوا ، جب نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے نماز ادا کر لی تو فرمایا: ہم اب خطاب کریں گے ،خطبہ دیں گے لہذا جو چاہے وہ خُطبہ (سننے) کے لیے بیٹھے اور جو جانا چاہے وہ چلا جائے۔(سنن ابوداؤد)۔

عید کی مُبارک باد دینا:

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ایک دوسرے کو عید کی مُبارک باد اس انداز سے دیا کرتے تھے:
سیدنا محمد بن زیاد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں سیدنا ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

کے دیگر صحابہ کے ساتھ تھا وہ عید سے واپس آنے پر ایک دوسرے سے کہتے تھے:

"تَقَبَّلَ اللهُ مِنَّا وَمِنْكَ" اللہ تعالیٰ ہم سے اور تم سے (ہمارے نیک عمل) قبول فرمائے۔

عید کے دن خوشی کا اظہار، کھیل کود تفریح وغیرہ کرنا:

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے تو مدینہ والوں کے لیے دورِ جاہلیت میں سے دو دن ایسے تھے جن میں وہ لوگ کھیل کود کرتے تھے (یہ دو دن یوم النیروز اور یوم المهرجان تھے) تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں جب تم لوگوں کے پاس آیا تو تم لوگوں کے لیے دو دن تھے جن میں تُم لوگ کھیل کود کرتے تھے، اللہ نے تم لوگوں کو ان دو دنوں کے بدلے میں اُن سے زیادہ خیر والے بہترین دو دن فطر اور اضحیٰ کے دن عطا کر دیے ہیں۔ (مسند احمد)

ان دونوں عیدوں کے دنوں میں مسلمانوں کو اجازت دی گئی کہ وہ عید کے دن شرعی حدود میں رہتے ہوئے خوشی کا اظہار کریں، کھیل کود کریں اور تفریحات، تقریبات وغیرہ کا اہتمام کریں۔

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین عام طور پر ایسے کھیل کھیلا کرتے تھے جن میں کافروں کو مرعوب کرنے کے لیے طاقت وقوت اور جنگی مہارت کا اظہار ہوتا تھا نہ کہ ایسے کھیل جن میں وقت اور مال ضائع کرنے کے ساتھ ساتھ، شرعی حدود کو پامال کیا جائے۔ کسی پردہ وغیرت، حدو حیاء کے بغیر مرد وعورت کا اختلاط ہو۔

یہ صحیح ہے کہ دونوں عیدوں کے دنوں میں مسلمانوں کو اجازت دی گئی کہ وہ دف وغیرہ بجالیں اور ایسا کلام پڑھ لیں جس میں شرک وکفر، بے حیائی وجھوٹ وغیرہ نہ ہو لیکن یہ نہیں کہ ہر طرف موسیقی کی مجلسوں (میوزک پارٹیز وفنکشنز)، عید ملن پارٹیز وغیرہ میں، گھروں میں گھروں سے

باہر، شیطان کی ہر آواز (موسیقی کے آلات، میوزک انسٹرومنٹس) بجائے جائیں، اور جھوٹ ، بے حیائی، عشق ومحبت، فسق وفجور، کفر وشرک پر مبنی شیطانی کلام گایا جائے، اور مرد وعورت رقص کریں، جسے اپنی عزّت کا موتی پردے میں چھپا کر رکھنے کا حکم ہے وہ خوشی کے نام پر اپنا انگ انگ سب کو دکھاتی رہے، اور نامحرم مردوں کے ہاتھوں میں کھیلتی رہے۔ واللہ المُستعان۔
ان دونوں عیدوں کے دنوں میں مسلمانوں کو ایک عیدگاہ میں نماز کے ذریعے عظیم اجتماع کی تعلیم دی گئی کہ اسلام اور مسلمانوں کی شان وشوکت کا اظہار کیا جائے، غیر مسلموں کو اسلامی شعائر دکھائے جائیں، مسلمان بھائی چارگی اور باہمی محبت واخوت کا اظہار کریں، یہ نہیں کہ غیر مسلموں کی عیدوں اور تہواروں پر جو کچھ غیر مسلم کرتے ہیں وہی کچھ بلکہ اس سے بھی کچھ بڑھ کر کر کے دکایا جائے اور اُنہیں یہ تسلی دلائی جائے کہ ہم اور تم ایک ہیں، ناموں کے فرق سے کچھ نہیں ہوتا، جو تم کرتے ہو ہم بھی وہی کرتے ہیں، لہذا ہم وہ مسلمان نہیں ہیں جنہیں اپنے دین پر، اپنے کلچر، تہذیب وثقافت پر فخر ہوا کرتا تھا، جنہیں یہ احساس تھا کہ انہیں اُن کے اللہ، رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور دین نے زندگی کی ہر فیلڈ وشعبہ میں بہترین راہنمائی میسر کی ہے، خوشی وغم کے ہر موقع پر زندگی گزارنے کا ڈھنگ وسلیقہ سکھایا ہے، جو اللہ اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کا تصور بھی نہیں کیا کرتے تھے اور اللہ اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے حکموں کے نفاذ اور اپنے دین کی سربلندی کے لیے کسی سے ڈرتے تھے نہ ہی کسی کا لحاظ رکھتے تھے۔

وائے ناکامی متاعِ کارواں جاتا رہا
کارواں کے دِل سے احساسِ زیاں جاتا رہا

قربانی اور اس سے متعلقہ اہم مسائل

قربانی کی تعریف

عیدالاضحیٰ کے موقعہ پر جن جانوروں کی قربانی کی جاتی ہے انہیں ''اُضحِيَة '' کہتے ہیں اور اس کی جمع ''أضاحي '' ہے۔

اور قربانی: ایام عیدالاضحیٰ یعنی دس ذوالحجہ، یوم النحر بعد نمازِ عید سے لیکر ایام التشریق یعنی 14 ذوالحجہ عید کے چوتھے دن کی مغرب تک کے درمیان بهيمة الأنعام) اونٹ، گائے، بکرے (بیل، بھیڑ، دنبہ) میں سے کسی بھی جانور کو اللہ تعالی کا تقرب ورضاء حاصل کرنے کے لیے ذبح کرنے کو قربانی کہا جاتا ہے۔(مغني المحتاج: 6/ 122، الإقناع: 2/ 277)

قربانی کرنے کی مشروعیت:

قربانی دینِ اسلام کے شعائر میں سے ایک اہم شعار ہے، یہ انبیاء علیہم السلام کے والدِ محترم سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی نا صرف سنّتِ مطہّرہ ہے بلکہ اُن کی ملّت میں سے ہے جس کی اتباع و پیروی کا ہمیں حکم دیا گیا ہے، لہٰذا اس کی مشروعیت (جائز ومسنون ہونا) کتاب اللہ اور سنتِ نبویہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور مسلمانوں کے اجماع واتفاق سے ثابت ہے۔

قرآنِ مجید سے دلائل:

اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا فرمان ہے:

فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ ''پس اپنے رب ہی کے لیے نماز ادا کر اور قربانی کر''۔(الکوثر:2)

ایک دوسرے مقام پر اللہ تعالی نے کچھ اس طرح فرمایا:

قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ وَ نُسُكِیْ وَ مَحْیَایَ وَ مَمَاتِیْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝ لَا شَرِیْكَ لَهٗ وَ بِذٰلِكَ اُمِرْتُ وَ اَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِیْنَ ۝ (الأنعام: 162-163)

”آپ (ﷺ) کہہ دیجیے یقیناً میری نماز اور میری قربانی اور جینا میرا مرنا یہ سب خالص اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہے جو سارے جہانوں کا مالک ہے، اس کا کوئی شریک نہیں اور مجھ کو اسی کا حکم ہوا ہے اور میں سب ماننے والوں میں سے پہلا ہوں“۔

اور ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ نے اس طرح ارشاد فرمایا:

وَ لِكُلِّ اُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنْسَكًا لِّیَذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلٰی مَا رَزَقَهُمْ مِّنْۢ بَهِیْمَةِ الْاَنْعَامِ ؕ فَاِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ فَلَهٗۤ اَسْلِمُوْا ؕ وَ بَشِّرِ الْمُخْبِتِیْنَ ۝ (الحج: 34)

”اور ہر امت کے لیے ہم نے قربانی کے طریقے مقرر فرمائے تا کہ وہ ان چوپائے جانوروں پر اللہ تعالیٰ کا نام لیں جو اللہ تعالیٰ نے انہیں دے رکھے ہیں، سمجھ لو! کہ تم سب کا معبود والہ برحق صرف ایک ہی ہے تم اسی کے تابع فرمان ہو جاؤ اور عاجزی کرنے والوں کو خوشخبری سنا دیجیے“۔

احادیثِ رسول ﷺ سے دلائل:

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے دو سیاہ و سفید مینڈھوں کی قربانی دی انہیں اپنے ہاتھ سے ذبح کیا اور (ذبح کرتے ہوئے) ”بسمِ اللهِ اللهُ أكبرُ“ کہا اور اپنا پاؤں ان کی گردن پر رکھا۔ (صحیح بخاری، صحیح مسلم)

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیان کرتے ہیں کہ: ”نبی کریم ﷺ نے مدینہ طیبہ میں دس برس قیام فرمایا اور آپ ﷺ ہر برس قربانی کیا کرتے تھے“۔ (مسند احمد، سنن ترمذی)

عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی مکرم ﷺ نے اپنے صحابہ کرام رضی اللہ

عنہم کے مابین قربانیاں تقسیم کیں تو عقبہ رضی اللہ تعالی عنہ کے حصہ میں جذعہ(ایک سال کا جانور) آیا تو وہ کہنے لگے اے اللہ کے رسول ﷺ میرے حصہ میں جذعہ آیا ہے تو نبی ﷺ نے فرمایا: تم اس کو ہی ذبح کر دو۔ (صحیح بخاری)

سیدنا براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول ﷺ نے فرمایا: ''جس نے بھی نماز (عید) کے بعد (قربانی کا جانور) ذبح کیا تو اس کی قربانی ہوگئی، اور اس نے مسلمانوں کی سنت پر عمل کر لیا''۔ (صحیح بخاری)

معلوم ہوا کہ نبی کریم ﷺ نے باقاعدگی سے ہر سال خود بھی قربانی کے جانور ذبح کیے، اور اس کا حکم و ترغیب بھی دی اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم بھی باقاعدگی کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کی حیاتِ طیبہ میں بھی اور آپ ﷺ کی وفاتِ اطہر کے بعد بھی قربانی کا اہتمام کرتے رہے، اور بزبانِ نبی کریم ﷺ قربانی کرنا مسلمانوں کی سنت یعنی ان کا طریقہ ہے۔

لہذا مسلمانوں کا ہر دور سے لیکر آج تک قربانی کی مشروعیت پر اجماع و اتفاق ہے، جیسا کہ کئی اہل علم نے اس اجماع و اتفاق کو نقل بھی کیا ہے۔ (المغنی 9/435)

ہر سال قربانی رسول اللہ ﷺ کا اپنی امت کو حکم:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کو یہ تاکید فرمائی کہ وہ ہر سال قربانی کی سنت ادا کریں، جیسا کہ مخنف بن سلیم سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے لوگو! ہر سال ہر گھر والے پر قربانی ہے۔ (صحیح سنن الترمذی:932، صحیح النسائی:8863)

بقر عید کے دن نمازِ عید کے بعد سب سے پہلا کام:

سیدنا براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد

فرمایا: ''اس (بقر عید) دن ہم پہلا کام یہ کرتے ہیں کہ نمازِ عید ادا کرتے ہیں پھر واپس آ کر قربانی کرتے ہیں، جس شخص نے ایسا کیا اس نے ہماری سنت کو پالیا''۔ (صحیح بخاری، صحیح مسلم)

استطاعت رکھنے کے باوجود قربانی نہ کرنے والے:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے استطاعت رکھنے کے باوجود قربانی نہ کرنے والوں پر شدید ناراضگی کا اظہار فرمایا۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''من كان له سعة فلم يضح فلايقربن مصلانا'' ترجمہ: ''جو آسودہ حال ہونے کے باوجود قربانی نہ کرے وہ ہماری عید گاہ کے قریب تک نہ آئے''۔ (صحیح سنن ابن ماجہ: 1992)

قربانی کا حکم:

قربانی کے حکم میں اہل علم کے درمیان اختلاف پایا جاتا ہے کہ قربانی واجب ہے یا سنّت مؤکدہ؟۔ دلائل کی رو سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ قربانی کی استطاعت رکھنے والے کو قربانی نہیں چھوڑنی چاہیے، کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اور ہر زمانہ میں اہلِ اسلام نے اس مبارک اسلامی شعیرہ پر پابندی کے ساتھ عمل کیا ہے اور جو قربانی کی طاقت رکھنے کے باوجود قربانی نہیں کرتا اُس کے لیے درجِ ذیل وعید ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے: جو قربانی کرنے کی گنجائش رکھے اور وہ قربانی نہ کرے تو وہ ہماری عید گاہ میں نہ آئے۔ (ابنِ ماجہ) البتہ استطاعت کے باوجود قربانی نہ کرنے والے کو گناہ گار قرار دینے کے لیے صریح دلیل کا ہونا ضروری ہے۔ واللہ اعلم

قربانی کی حکمت اور مقاصد:

قربانی کرنا یہ ہمیں ہمارے اللہ کا حکم ہے اور انبیاء علیہم السلام کے والد سیدنا ابراہیم کی ملّت میں سے ہے جس کی اتباع و پیروی کے ہم پابند ہیں اور پھر یہ وہ مبارک عمل ہے جس پر ہمارے پیارے و عظیم پیغمبر جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیشگی و مداومت کی اور پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور پھر ہر زمانے میں مسلمانوں کا اس پر عملی اجماع رہا ہے لہٰذا قربانی کا اوّلین مقصد اللہ تعالیٰ، اُس کے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء و پیروی کرنا ہے اور پھر یہ تمام مسلمانوں کا طریقہ رہا ہے اس کے بعد قربانی کا مقصد اور حکمت خود میں اخلاص اور تقویٰ کا جذبہ بیدار کرنا ہے کہ ہمارے اندر محض اللہ کی رضاء وخوشنودی اور اُس کا تقرّب حاصل کرنے کے لیے ہی وقت اپنا سب کچھ، وقت، صلاحیت، مال واولاد، اپنی محبوب ترین شیئ حتیٰ کہ اپنی ذات تک قربان کرنے کا احساس نا صرف پیدا وا جاگر ہو بلکہ خود کو عملی طور پر اس کے لیے تیار بھی کیا جائے۔

اس لیے یاد رہنا چاہیے کہ قربانی نمود ونمائش، پیسہ یا دولت کے اظہار یا معاشرے وسوسائٹی میں اپنی حیثیت کی دھاگ بٹھانے کے لیے نہیں ہے اور نا ہی قربانی صرف جانور ذبح کرنے اور گوشت کھانے کا نام ہے بلکہ یہ ایثار وجاں نثاری، تقوی وطہارت، مومنانہ صورت وسیرت اور مجاہدانہ کردار اپنے اندر پیدا کرنے کا نام ہے، اس لئے قربانی کرنے والوں کو اپنی نیت خالص اور قربانی صرف لوجہ اللہ کرنی چاہئے۔ اس کے مقاصد کو ملحوظِ خاطر رکھنا چاہیے۔ اللہ تعالی کا فرمان ہے:

لَنۡ یَّنَالَ اللّٰہَ لُحُوۡمُہَا وَلَا دِمَآؤُہَا وَلٰکِنۡ یَّنَالُہُ التَّقۡوٰی مِنۡکُمۡ ؕ (الحج:37)

ترجمہ: ”اللہ تک تمہاری قربانیوں کا گوشت یا خون ہرگز نہیں پہنچتا بلکہ تمہارا تقویٰ پہنچتا ہے“۔

اور اللہ تعالی کا فرمان ہے:

قُلۡ اِنَّ صَلَاتِیۡ وَنُسُكِیۡ وَمَحۡيَاىَ وَمَمَاتِیۡ لِلّٰهِ رَبِّ الۡعٰلَمِيۡنَ (الأنعام:162)

ترجمہ: ''آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) فرمادیجئے کہ بے شک میری نماز، میری قربانی، میرا جینا اور میرا مرنا سب خالص اللہ ہی کے لئے ہے جو سارے جہاں کا مالک ہے''۔

اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے:

إنَّ اللهَ لا ينظرُ إلى أجسادِكُم ، ولا إلى صورِكُم ، ولكِن ينظرُ إلى قلوبِكُم(مسلم:2564)

''بے شک اللہ تمہارے جسموں اور تمہاری صورتوں کو نہیں دیکھتا بلکہ تمہارے دلوں کو دیکھتا ہے''

لہٰذا جو قربانی اس مقصد کو پورا کرنے سے قاصر ہو وہ عند اللہ مقبول نہیں ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں قربانی کا مقصد و حکمت سمجھنے اور اسے حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

قربانی کی فضیلت:

قربانی کی فضیلت کو سمجھنے کے لیے یہی کافی ہے کہ قربانی کے مقاصد بہت بلند مقام ہیں اور اس کی حکمتیں بڑی عظیم ہیں جنہیں تفصیلاً گذشتہ سطور میں ذکر کیا گیا، لہٰذا جس عمل کے مقاصد و حکمتیں اتنی بلند و عظیم ہوں وہ عمل کتنا عظیم ہوگا۔

پھر قربانی ابو الانبیاء سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی سنت ہے اور اُن کی یہ سنّت اللہ کو اتنی محبوب ہے کہ اُس نے قیامت تک کے لیے اسے زندہ کر دیا، اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

وَتَرَكۡنَا عَلَيۡهِ فِى الۡاٰخِرِيۡنَ

ترجمہ: ''اور ہم نے اس (سنت) کو بعد والوں کے لئے باقی رکھا''۔ (الصافات:108)

نیز اللہ کے سب سے عظیم و محبوب رسول جناب محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نا صرف اس سنّت پر عمل کیا بلکہ

اس پر ہیشگی اختیار فرمائی اور آج تک اہلِ اسلام پوری دنیا میں اس سنّت کو اجاگر کرتے ہیں۔

اور پھر یہ بھی قابلِ غور بات ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سال کے تمام دنوں میں اُس دن کو ہی سب سے افضل بنادیا کہ جس دن اللہ کی رضاء کے لیے اہلِ اسلام جانور کو قربان کر کے اُسکا خون بہاتے ہیں اور اُسے نام ہی ''یوم النحر'' قربانی کا دن دیا گیا ہے۔اور اللہ تعالیٰ کو اس دن قربانی سے زیادہ کوئی عمل محبوب و پسندیدہ نہیں۔

نبی ﷺ کا فرمان ہے:أعظمُ الأيامِ عند اللهِ يومُ النَّحرِ (صحیح الجامع:1064)

ترجمہ:''اللہ کے نزدیک سب سے عظیم دن یوم النحر (قربانی کا دن)'' ہے۔

قربانی کرنے والے خیال رکھیں!!!

جو قربانی کا ارادہ کرے وہ یکم ذوالحجہ،ذوالحجہ کا چاند نظر آنے سے لیکر قربانی کا جانور ذبح ہونے تک اپنے بال اور ناخن نہ کاٹے۔

نبی ﷺ کا فرمان ہے:

إذا دخل العَشْرُ ، وعندَهُ أُضحيةٌ ، يريدُ أن يُضحِّي ، فلا يأخذَنَّ شعرًا ولا يَقلِّمَنَّ ظفرًا

ترجمہ:''جب ذوالحجہ کا عشرہ آجائے اور کسی کے پاس قربانی کا جانور ہو جو اس کی قربانی دینا چاہتا ہو تو اپنے (جسم کے کسی بھی حصے کے) بال اور ناخن نہ کاٹے۔(صحیح مسلم)

بعض اہلِ علم کے نزدیک:

جو قربانی کرنے کی طاقت نہ رکھے اگر وہ بھی بال و ناخن کی پابندی کرے تو باذن اللہ قربانی کا اجر پائے گا۔ان شاء اللہ۔نسائی،ابوداؤد،ابن حبان،دارقطنی،بیہقی اور حاکم سمیت متعدد کتبِ حدیث میں یہ حدیث موجود ہے۔سیدنا عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں

کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''مجھے اضحیٰ کے دن کے متعلق حکم دیا گیا ہے کہ اسے بطورِ عید مناؤں جسے اللہ عزوجل نے اس امت کے لیے خاص کیا ہے۔ ایک آدمی نے کہا: فرمایئے کہ اگر مجھے دودھ کے جانور کے سوا کوئی جانور نہ ملے تو کیا میں اس کی قربانی کر دوں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نہیں، بلکہ اپنے بال کاٹ لو ناخن اور مونچھیں تراش لو اور زیرِ ناف کی صفائی کر لو۔ اللہ کے ہاں تمہاری یہی کامل قربانی ہوگی۔ (سنن أبی داود: 2789)

اگرچہ اس حدیث کو علامہ البانی رحمہ اللہ نے ایک راوی عیسیٰ بن ہلال صدفی کی وجہ سے ضعیف کہا ہے مگر دوسرے محدثین سے ان کی توثیق بھی ثابت ہے۔ واللہ اعلم

نوٹ:

* بال وناخن کی پابندی سے متعلق یہ پابندی صرف قربانی کرنے والوں کی طرف سے ہے، گھر کے دوسرے افراد مستثنیٰ ہیں لیکن سبھی پابندی کرنا چاہیں تو اچھی بات ہے۔
* دوسری بات یہ ہے کہ وہ آدمی جس نے غفلت میں چالیس دنوں سے بال وناخن نہیں کاٹے تھے اور اس کو قربانی دینی ہے اس حال میں کہ ذوالحجہ کا چاند بھی نکل آیا ہے ایسا شخص واقعی بہت بڑا غافل ہے، اگر بال وناخن تکلیف کی حد تک بڑھ گئے ہوں تو زائل کر لے، اللہ معاف کرنے والا ہے وگرنہ چھوڑ دے۔
* قربانی دینے والے نے بھول کر اپنا بال یا ناخن کاٹ لیا تو اس پہ کوئی گناہ نہیں لیکن جس نے قصداً بال یا ناخن کاٹا تو اسے اپنے اس عمل پر استغفار کرنا چاہیے۔ واللہ اعلم

قربانی کی شرائط

اور قربانی کے لیے چھ شرائط کا مکمل ہونا ضروری ہے:

پہلی شرط:

وہ قربانی ''بھیمۃ الأنعام ''میں سے ہو جو کہ اونٹ، گائے، بھیڑ، بکرے ہیں۔

اس طرح 8 /قسم کے جانور''بھیمۃ الأنعام ''میں سے ہیں جن کی قربانی جائز ہے، ان میں بکرا، بھیڑ، گائے اور اونٹ کا نر و مادہ شامل ہے۔

کیونکہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا فرمان ہے:

وَلِكُلِّ أُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنسَكًا لِّيَذْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ عَلَىٰ مَا رَزَقَهُم مِّن بَهِيمَةِ الْأَنْعَامِ

''اور ہر امت کے لیے ہم نے قربانی کے طریقے مقرر فرمائے تا کہ وہ ان چوپائے جانوروں پر اللہ تعالی کا نام لیں جو اللہ تعالی نے انہیں دے رکھے ہیں''۔(الحج:34)

اور آیت میں: بھیمۃ الأنعام سے مراد اونٹ گائے بھیڑ بکرے ہیں عرب کے ہاں بھی یہی معروف ہے اور سیدنا حسن، قتادہ رحمہما اللہ وغیر ہما نے بھی یہی کہا ہے۔

دوسری شرط:

قربانی کا جانور شرعی محدود و متعیّن عمر کا ہونا ضروری ہے۔

وہ اس طرح کہ: بھیڑ کی نسل میں جذعہ ہونا چاہیے یعنی: جو کم از کم مکمل آدھا سال کا ہو چکا ہو، ورنہ ایک سال مکمل ہو تو زیادہ بہتر ہے)۔

اور بھیڑ کے علاوہ دیگر جانوروں (اونٹ، گائے، بکرے) میں سے ثنیہ (مُسِنَّہ) ہونا ضروری

ہے، کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

''مُسِنَّۃ (یعنی دو دانت والا) کے علاوہ کوئی اور ذبح نہ کرو لیکن اگر تمہیں مسنہ نہ ملے تو بھیڑ کا جذعہ ذبح کرلو''۔ (صحیح مسلم:1963)

مُسِنَّۃ: ثنیہ اور اس سے اوپر والی عمر کا ہوتا ہے اور جذعہ اس سے کم عمر کا۔ لہٰذا:

اونٹ: پورے پانچ برس کا ہو تو وہ ثنیہ کہلائے گا۔

گائے: کی عمر دو برس مکمل ہو تو وہ ثنیہ کہلائے گی۔

بکری: جب ایک برس کی مکمّل ہو تو وہ ثنیہ کہلائے گی۔

جذعہ: (باختلاف العلماء) کم از کم آدھا ور نہ ایک سال مکمل کرنے والے جانور کو کہتے ہیں۔

لہذا اونٹ گائے اور بکرے میں ثنیہ سے کم عمر کے جانور کی قربانی نہیں ہوگی، اور اسی طرح بھیڑ میں سے جذعہ سے کم عمر کے جانور کی قربانی صحیح نہیں ہوگی۔ واللہ اعلم۔

(أحكام الأضحية لشيخ ابنِ عثيمين اور فتاوى اللجنة الدائمة :377/11)

(مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: "بدائع الصنائع" (70/5) ، "البحر الرائق" (202/8) ، "التاج والإكليل" (363/4) ، "شرح مختصر خليل" (34/3) ، "المجموع" (365/8) ، "المغني" (368/13)۔

تیسری شرط:

قربانی کا جانور عیوب سے پاک ہونا چاہیے:

قربانی کا جانور مندرجہ ذیل عیوب سے پاک ہونا چاہیے:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے جب یہ پوچھا گیا کہ قربانی کا جانور کن عیوب سے صاف ہونا چاہیے تو نبی

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے ہاتھ سے اشارہ کر کے فرمایا:

(قربانی کا جانور) چار عیوب سے (پاک ہونا چاہیے): وہ لنگڑا جانور جس کا لنگڑا پن واضح ہو، اور آنکھ کے عیب والا جانور جس کی آنکھ کا عیب واضح ہو، اور بیمار جانور جس کی بیماری واضح ہو، اور وہ کمزور وضعیف جانور جس کا گودا ہی نہ ہو (ایسے جانوروں کی قربانی جائز نہیں ہے)۔

اسے امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ نے موطا میں براء بن عازب رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت کیا ہے۔ اور دیکھیے: سنن ابی داود: 2802، صحیح، اور اسے امام البانی رحمہ اللہ 'ارواء: 1148' میں صحیح کہا ہے)

① آنکھ میں واضح اور ظاہر عیب:

یعنی جس کی آنکھ بہہ، ضائع چکی ہو یا پھر بٹن کی طرح باہر نکلی ہوئی ہو، یا پھر آنکھ مکمل اور ساری سفید ہو جو اس کے بھینگے پن پر واضح دلالت کرتی ہے۔ لہٰذا آنکھیں اچھی طرح دیکھ لی جائیں کہ کہیں آنکھیں کانی نہ ہوں جن کا کانا پن ظاہر ہو۔ ورنہ قربانی جائز نہیں۔

(نیز کان بھی اوپر نیچے سے کٹا ہوا نہ ہو اور کان لمبائی میں بھی چرا ہوا نہ ہو، نہ ہی کان میں گول سوراخ ہو۔ اور کان اور سینگ آدھا یا آدھے سے زیادہ کٹا ہوا نہ ہو)۔

(سنن ابوداؤد: 2802، ابن خزیمہ: 2912، مستدرک: 1/468)

② واضح بیمار جانور:

اس سے مراد وہ بیماریاں ہیں جو جانوروں پر ظاہر و واضح ہوتی ہیں مثلاً وہ بخار جس کی بنا پر جانور چرنا ہی ختم کر دیتا ہے اور اس کے چرنے کی چاہت ہی ختم ہو جاتی ہے، اور اسی طرح واضح اور ظاہری خارش جو اس کے گوشت کو خراب کر دینے والی ہو، یا اس کی صحت پر بری طرح

اثر انداز ہورہی ہو، اور گہرا زخم جو اس کی صحت پر اثر انداز ہوتا ہو وغیرہ وغیرہ۔ اس طرح کے جانور کی قربانی جائز نہیں۔

واضح طور پر پایا جانے والا لنگڑا پن:

وہ لنگڑا پن جو اسے سیدھا اور صحیح چلنے سے روکے اور مشکل سے دوچار کرے۔ ایسے جانور کی قربانی جائز نہیں۔

گودے کو زائل کرنے والی کمزوری:

جانور اتنا بوڑھا ہو جائے یا اس کو ایسی کمزوری لاحق ہو جائے جو اُس کی ہڈیوں کا گودا ختم کر دے اور وہ جانور بہت زیادہ نحیف و کمزور ہو جائے۔
لہٰذا یہ چار عیب ایسے ہیں جن کے پائے جانے کی بنا پر قربانی نہیں ہوتی، اور ان چار عیوب کے ساتھ اس طرح کے اور بھی عیوب ملحق ہوتے ہیں یا وہ عیوب جو اس سے بھی شدید ہوں تو ان کے پائے جانے سے بھی قربانی نہیں ہوتی، ہم انہیں ذیل میں ذکر کرتے ہیں:

مزید 6 عیوب جن سے قربانی کا جانور پاک ہونا چاہیے

1. اندھا پن وہ جانور جس کو سرے سے نظر ہی نہ آتا ہو۔
2. وہ جانور جس نے اپنی طاقت سے زیادہ چر لیا ہو جس سے وہ پھول گیا ہو، اس کی قربانی اس وقت تک نہیں ہو سکتی جب تک وہ صحیح نہیں ہو جائے اور اس سے خطرہ نہیں ٹل جاتا۔
3. وہ حاملہ جانور جسے جننے میں کوئی مشکل در پیش ہو جب تک اس سے خطرہ زائل نہ ہو جائے۔
4. گلا گھٹ کر یا بلندی سے نیچے گر کر یا اسی طرح کسی اور وجہ سے زخم وغیرہ لگا ہوا جانور جس سے اس کی موت واقع ہونے کا خدشہ ہو، اس وقت تک ایسے جانور کی قربانی نہیں ہو سکتی جب تک کہ اس سے خطرہ زائل نہیں ہو جاتا۔

5 کسی آفت کی وجہ سے چلنے کی سکت نہ رکھنے والا جانور۔

6 اگلی یا پچھلی ٹانگوں میں سے کوئی ایک ٹانگ کٹی ہوئی ہو۔

جب ان چھ عیوب کو حدیث میں بیان کردہ چار عیوب کے ساتھ ملایا جائے تو ان کی تعداد دس ہو جائے گی۔

چوتھی شرط:

وہ جانور قربانی کرنے والی کی ملکیت ہو اور شرعی طور پر حاصل کردہ ہو۔

لہذا جو جانور کسی کی ملکیت ہی نہ ہو یا شرعی طور پر اُسے حاصل بھی نہ ہو اس کی قربانی صحیح نہیں، مثلاً غصب یا چوری کردہ جانور اور اسی طرح باطل اور غلط دعوے سے لیا گیا جانور، کیونکہ اللہ تعالیٰ کی معصیت و نافرمانی کے ساتھ اس کا تقرب حاصل نہیں ہو سکتا۔

اور یتیم کے لیے اس کے مال سے اُس کے ولی کی جانب سے قربانی کرنا صحیح ہے جب عام طور پر ایسا ہوتا ہو اور نہ کرنے سے یتیم کی دل آزاری ہوتی ہو۔

اور اسی طرح وکیل کی اپنے موکل کے مال سے اُس کی اجازت سے قربانی کرنی صحیح ہو گی۔

پانچویں شرط:

اس جانور کے ساتھ کسی دوسرے کا حق معلق نہ ہو، لہذا اگروی رکھے گئے جانور کی قربانی صحیح نہیں ہے

چھٹی شرط:

قربانی کو مقررہ شرعی وقت کے اندر اندر ذبح کیا جائے:

اور یہ وقت دس ذی الحجہ کو نمازِ عید کے بعد سے شروع ہو کر ایام تشریق (11،12،13) کے آخری دن (13 ذوالحجہ، بقر عید کے چوتھے دن) کے سورج غروب ہونے تک باقی رہتا ہے

تو اس طرح قربانی وذبح کرنے کے چار دن ہیں، عید کے دن نماز عید کے بعد، اور اس کے بعد تین دن یعنی گیارہ، بارہ اور تیرہ ذوالحجہ کے ایام۔

لہذا جس نے بھی مذکورہ وقت کے درمیان قربانی کی تو اُس کی قربانی صحیح ہوگی۔

نمازِ عید سے پہلے یا تیرہ ذی الحجہ کو غروب شمس کے بعد قربانی کرنا:

اور جس نے بھی نمازِ عید سے قبل ہی قربانی ذبح کر لی یا پھر تیرہ ذی الحجہ کو غروب شمس کے بعد قربانی کی تو اس کی یہ قربانی ادا نہیں ہوگی۔

سیدنا براء بن عازب رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت کیا ہے: وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا ’’: جس نے نماز (عید) سے قبل ذبح کر لیا وہ صرف گوشت ہے جو وہ اپنے اہل وعیال کو پیش کر رہا ہے اور اس کا (عید کی مسنون) قربانی سے کوئی تعلق نہیں‘‘۔

(صحیح بخاری:5545،صحیح مسلم:1961)

لیکن اگر کسی کو ایامِ تشریق 13 ذوالحجہ سے قربانی کو تاخیر کرنے کا کوئی عذر پیش آجائے مثلاً اس کی قربانی کا جانور اس سے بھاگ گیا اور اس میں اس کی کوئی کوتاہی نہیں تھی اور وہ جانور ایام تشریق کے بعد واپس ملے، یا اس نے کسی کو قربانی ذبح کرنے کا وکیل بنایا تو وکیل اسے ذبح کرنا ہی بھول گیا یا رہ گیا اور وقت گزر گیا، تو اس عذر کی بنا پر وقت گزرنے کے بعد اُس کے لیے ذبح کرنے کی گنجائش موجود ہے، نماز کے وقت میں سوئے ہوئے یا بھول جانے والے شخص پر قیاس کرتے ہوئے کہ وہ جب سو کر اٹھے یا جب اسے یاد آئے تو نماز ادا کرے گا۔ واللہ اعلم

نمازِ عید سے قبل ذبح کرنے والا کیا کرے؟

سیدنا جندب بن سفیان البجلی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حاضر تھا تو انہوں نے فرمایا: ''جس نے نماز عید سے قبل ذبح کرلیا وہ اس کے بدلے میں دوسرا جانور ذبح کرے''۔ (صحیح بخاری: 5562)۔ایسی صورت میں استطاعت رکھنے والا دوبارہ قربانی کرے گا۔

دن میں قربانی کا وقت:

وقت محددہ کے اندر دن یا رات میں کسی بھی وقت قربانی ذبح کی جاسکتی ہے، البتہ قربانی دن کے وقت ذبح کرنا اولی اور بہتر ہے۔

اور اسی طرح عید کے دنوں میں عید والے دن نمازِ عید کے خطبہ کے بعد ذبح کرنا افضل اور اولیٰ ہے، اور پھر اس کے بعد والے یعنی دوسرے دن، پھر تیسرے دن، پھر چوتھے دن میں ۔یعنی جتنی جلدی ذبح کی جائے بہتر اور افضل ہوگی، کیونکہ اس میں خیر و بھلائی کرنے میں سبقت ہے ۔واللہ اعلم ۔(مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: قربانی اور ذبح کے احکام از شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ)

اور مستقل فتاوی کمیٹی کے فتاوی جات میں ہے: ''اہل علم کے صحیح قول کے مطابق حج تمتع اور حج قِران کی قربانی کرنے کے چار دن ہیں، ایک عید والا دن، اور تین ایام اس کے بعد، اور قربانی کا وقت چوتھے روز کا سورج غروب ہونے پر ختم ہوجاتا ہے''۔

(فتاوى اللجنة الدائمة للبحوث العلمية والافتاء : 11 / 406)

جانور کو غیر اللہ کے لیے ذبح کرنا:

جانوروں کو غیر اللہ کے لیے ذبح کرنا شرک و حرام ہے۔ خواہ وہ کسی نبی، ولی، پیر یا بزرگ ہی

کے لیے کیوں نا کیا جائے۔

سیدنا علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ اس آدمی پر لعنت کرے جو اپنے والد پر لعنت کرے اور اللہ تعالیٰ اس آدمی پر بھی لعنت کرے جو غیر اللہ کے لیے ذبح کرے۔'' (صحیح مسلم:5096)

ایک فرد کی جانب سے ایک جانور کی قربانی پورے گھرانے کو کفایت کر جاتی ہے:

قربانی کا ایک جانور خواہ بکرا/ بکری ہی کیوں نہ ہو ایک گھرانہ کے تمام افراد کی طرف سے کافی ہے۔ (صحیح ترمذی:1216)

ایک گھرانہ کا مطلب یہ ہے کہ گھر کے تمام افراد قربانی کرنے والے کے ساتھ ہی رہتے ہوں اور قربانی کرنے والا ان سب کے خرچہ کا ذمہ دار ہو نیز وہ سارے رشتہ دار ہوں۔ جس کا چولہا الگ ہو وہ الگ قربانی کرے گا۔

عطاء بن یسار رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں نے ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے پوچھا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں قربانیاں کیسے ہوتی تھیں؟ انہوں نے کہا: ایک آدمی اپنے اور اپنے گھر والوں کی طرف سے ایک بکری قربانی کرتا تھا، وہ لوگ خود کھاتے تھے اور دوسروں کو کھلاتے تھے یہاں تک کہ لوگ (کثرت قربانی پر) فخر کرنے لگے اور اب یہ صورت حال ہو گئی جو دیکھ رہے ہو۔ (صحیح الترمذی:1505)

گائے اور اونٹ کے حصے:

بڑے جانور گائے، بیل اور اونٹ میں ایک مکمل گھرانے کے لوگ ایک حصہ لے کر شریک ہو سکتے ہیں۔ گائے کی قربانی میں سات اور اونٹ کی قربانی میں دس افراد/ گھرانے تک حصہ دار

بن سکتے ہیں۔(سنن نسائی:4392،ترمذی:1553)

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنھما سے رایت ہے کہ: ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفر میں تھے کہ (عید) اضحیٰ آگئی تو ہم گائے میں سات حصہ دار ہو گئے اور اونٹ میں دس۔(مسند احمد: مسند عبداللہ بن عباس رقم الحدیث:2484)اونٹ میں دس افراد کے حوالے سے بعض روایات ہیں جو سنداً ضعیف ہیں ، لیکن شیخ البانی نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے ۔ نیز بخاری (حدیث5498) کی روایت اس مضمون کی مؤید ہیں۔جس سے حدیث کی صحت کی جانب قوی ہوجاتی ہے۔

قرض لیکر یا جو مقروض ہو اس کا قربانی کرنا:

جس میں قربانی کی وسعت وطاقت ہو وہی قربانی کرے اور جو قربانی کی طاقت نہیں رکھتا اسے رخصت ہے اس لئے قربانی کی خاطر قرض لینا ضروری نہیں۔جو ہمیشہ سے قربانی کرتے آرہا ہو اچانک غریب ہو جائے یا قرضے میں ڈوب جائے اسے مایوس نہیں ہونا چاہئے اور قرض کے بوجھ سے قربانی نہیں کرنا چاہئے بلکہ فراخی ووسعت کے لئے اللہ سے دعا کرنا چاہئے۔اگر کوئی معمولی طور پر مقروض ہو،قرض چکانے اور قربانی کرنے کی طاقت رکھتا ہو اسے قربانی کرنی چاہئے۔اسی طرح اچانک عیدالاضحیٰ کے موقع پر کسی کا ہاتھ خالی ہو جائے اور کہیں سے پیسے آنے کی بھی امید ہو اور ایسے شخص کو بآسانی قرض مل جائے تو قربانی کرنی چاہئے کیونکہ اس کے پاس پیسہ ہے مگر ہاتھ میں موجود نہیں ہے۔واللہ اعلم

خصی جانور کی قربانی بلا کراہت جائز ہے:

جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس دو مینڈھے لائے گئے جو "أقرنين أملحين، عظيمين، موجوئين". تھے''یعنی مینڈھے ،سینگ دار، چتکبرے اور خصی تھے۔ (مجمع الزوائد ،مسند احمد،سنن ابی داود: باب ما یستحب من الضحایا رقم الحدیث:2795)۔ ثابت ہوا خصی جانور کی قربانی بلا کراہت جائز ہے''۔

جانور کو ذبح کرنے کے آداب:

* جانور ذبح کرنے والا عاقل و بالغ مسلمان ہو،اور ذبح کرتے وقت اللہ کا نام لینا ضروری ہے۔
* قربانی کے جانور کو گھسیٹ کر ذبح کرنے کی جگہ نہ لایا جائے۔اور اسے تیز چھری کے ساتھ ذبح کیا جائے۔ذبح سے قبل اسے پانی پلانا۔ یہ امور صحیح مسلم ''کتاب الصید والذبائح'' میں موجود روایت سے ثابت ہوتے ہیں۔شداد بن اوس فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:''جب تم جانور کو ذبح کرو تو عمدگی سے ذبح کرو اور ذبح کرنے والا اپنی چھری کو تیز کرے اور اپنے جانور کو آرام پہنچائے۔(صحیح مسلم :باب الامر باحسان الذبح والقتل رقم الحدیث :1955۔) نیز چھری وغیرہ جانور کو دِکھا کر تیز نہیں کرنی چاہیے۔(صحیح مسلم : 5024، حاکم: 23114، نسائی :4413) جانور کو صرف کسی خون بہانے والے آلہ سے ہی ذبح کیا جائے،ذبح میں گلہ یعنی سانس کی نلی اور کھانے کی رگیں کاٹی جائیں۔
* اونٹ کو کھڑا کر کے نحر کرنا چاہیے جبکہ دوسرے جانوروں کو لٹا کر اپنا قدم اس کے پہلو پر رکھ کر ذبح کرنا چاہیے،یہی سنت ہے۔(صحیح بخاری:1713)
* جانور کو قبلہ رُخ لٹانا سنت ہے۔(صحیح مسلم،بیہقی :9/ 258، موطأ :1/ 379)

البتہ اگر غیر قبلہ پہ ذبح کر لیا گیا ہو تو قربانی ہو جائی گی۔

✱ ذبح کرتے وقت تکبیر ان الفاظ میں پڑھی جائے: ''بِسْمِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ أَكْبَرُ'' (مسلم:5063)

مندرجہ ذیل دعا بھی پڑھنا سنت سے ثابت ہے:

إِنِّي وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِيْ فَطَرَ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضَ حَنِيْفًا وَمَآ أَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ، إِنَّ صَلَاتِيْ وَنُسُكِيْ وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِيْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ، لَاشَرِيْكَ لَهُ وَ بِذَالِكَ أُمِرْتُ وَأَنَا مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ، بِسْمِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ أَكْبَرُ۔ أَللّٰهُمَّ هٰذَا مِنْكَ وَلَكَ أَللّٰهُمَّ تَقَبَّلْ مِنِّيْ (وَمِنْ أَهْلِ بَيْتِيْ)۔

اس حدیث کو شیخ البانی نے مشکوۃ کی تخریج میں صحیح قرار دیا ہے اور شعیب ارناؤط نے اس کی تحسین کی ہے۔

✱ جانوروں کو خود ذبح کرنا افضل ہے۔ (صحیح بخاری:5558) البتہ اگر خود ذبح کرنا مشکل ہو تو کوئی بھی اس کی جگہ ذبح کر سکتا ہے۔

✱ بے نمازی کی قربانی اور اس کے ذبیحہ سے متعلّق جواز و عدم جواز سے متعلق علماء میں اختلاف ہے۔ اتنا ضرور سمجھنا چاہیے کہ ترک نماز کفر ہے۔ لہٰذا قربانی کرنے والا یا ذبح کرنے والا اپنے اس عمل سے پہلے توبہ کرے اور آئندہ پابندی نماز کا عہد کرے پھر قربانے کرے۔

✱ خواتین بھی قربانی کا جانور ذبح کر سکتیں ہیں۔ سیدنا ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ اپنی بیٹیوں کو حکم دیتے کہ وہ اپنی قربانیاں خود ذبح کریں''۔ (فتح الباری شرح صحیح بخاری: باب من ذبح ضحیۃ غیرہ)

قربانی و ذبح سے متعلقہ دیگر متفرق احکامات:

✱ ذبح کرنے والے کی اُجرت کھال یا قربانی کے گوشت کی صورت میں نہیں بلکہ اپنے پاس سے مال کی صورت میں دینی چاہیے کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کھال اُجرت پر دینے سے منع فرمایا

ہے۔(صحیح بخاری ومسلم)، البتہ تحفہ میں کچھ دینا ممنوع نہیں۔

✱ قربانی کا گوشت تین حصوں میں تقسیم کرنا ضروری نہیں ہے، البتہ مستحسن ضرور ہے۔قربانی کی اصل کہانا اور کہلانا ہے، قربانی کا گوشت خود بھی کھائیں، ذخیرہ وجمع کریں، عزیز واقارب، دوست واحباب کو ہدیہ بھی دیں اور غربا، مساکین ومستحقین میں صدقہ بھی کریں۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿فَكُلُوا مِنْهَا وَأَطْعِمُوا الْقَانِعَ وَالْمُعْتَرَّ...﴾...(سورۃ الحج:36)

''پس ان (کے گوشت) سے کھاؤ اور نہ مانگنے اور مانگنے والے (دونوں) کو کھلاؤ''۔

✱ قربانی کا گوشت محفوظ (سٹور) وذخیرہ جمع بھی کیا جاسکتا ہے۔فرمانِ رسول ﷺ ہے: میں نے تمہیں تین دن سے زیادہ قربانی کا گوشت ذخیرہ کرنے سے منع کیا تھا لیکن اب جتنا ذخیرہ کرنا چاہو کرسکتے ہو''۔(صحیح مسلم:5077 سنن ابن ماجہ:3160)

✱ قربانی کی کھال کا مصرف بھی گوشت کی طرح ہی ہے۔

ہدیہ وتحفہ میں دیا گیا قربانی کا جانور یا پیسہ:

آج کل صاحبِ حیثیت وثروت لوگ یا خیراتی ادارے جانور خرید کر یا اس کی قیمت مستحقین میں تقسیم کرتے ہیں تاکہ وہ بھی قربانی کرسکیں ایسی قربانی کا جانور یا پیسہ مستحقین کو قبول کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے، اللہ کی توفیق سے ہدیہ کرنے والے اور قربانی کرنے والے دونوں کو اجر وثواب ملے گا۔نبی ﷺ نے بھی صحابہ کو قربانی عطا فرمائی تھی۔عقبہ بن عامر جہنی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ میں قربانی کے جانور تقسیم کئے۔سیدنا عقبہ رضی اللہ عنہ کے حصہ میں ایک سال سے کم کا بکری کا بچہ آیا۔انہوں نے بیان کیا کہ اس پر میں نے عرض کیا یا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! میرے حصہ میں تو ایک سال سے کم کا بچہ آیا ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تم اسی کی قربانی کرلو۔ (صحیح البخاری: 5547)

✻ قربانی کے جانور کی فضیلت میں کوئی صحیح حدیث ثابت نہیں ہے لہذا بالوں والے اور موٹے تازے جانوروں کی فضیلت والی احادیث ضعیف ہیں نیز پل صراط پہ موٹا جانور کے تیزی سے گزرنے والی حدیث بھی ضعیف ہے۔

✻ قربانی کرنے والے کے لیے صاحبِ نصاب ہونے کی قید لگانا کسی بھی صحیح دلیل سے ثابت نہیں ہے جبکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کبھی بھی صاحبِ نصاب نہیں رہے لیکن قربانی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باقاعدگی کے ساتھ ہر سال کیا کرتے تھے۔ بات بس اتنی ہے کہ قربانی کا جانور خریدنے کی طاقت ہو۔

✻ عمومی طور پر قربانی کا جانور ذبح کرنے کی بجائے اس کی رقم صدقہ کرنے کا تصور بھی ہرگز صحیح نہیں ہے، یہ عمل ہرگز قربانی کا بدل نہیں ہوسکتا، لہٰذا اس طرح کے تصورات پھیلا کر لوگوں کو قربانی نہ کرنے کی ترغیب دلانا ناجائز وقابلِ مذمّت عمل ہے۔ البتہ بوجہ عذرِ شرعی و مجبوری مخصوص حالات میں ایسا کرنے کا جواز اہلِ علم دیتے ہیں۔ واللہ اعلم

✻ فقیر و مسکین ہدیہ میں ملا گوشت بیچ سکتا ہے۔

✻ قربانی کے جانور سے متعلق مختلف بدعات وخرافات ہیں۔ الگ الگ علاقہ میں الگ قسم کی بدعات رائج ہیں، کہیں جانور کو سجانا، کہیں جانور کی نمائش کرنا (اور یہ شہر و گاؤں ہر جگہ عام ہورہا ہے) بلکہ ٹی وی اور اخبار پر اس کی خبریں شائع کرنا، ذبح کے وقت جانور کو وضو و غسل کرانا، اس کے خون کو متبرک سمجھ کر گھروں، سواریوں اور بچوں کے جسموں پر لیپنا یا اسی جانور کے بالوں اور پیشانی پر ملنا وغیرہ۔ اس قسم کے کاموں کو ثواب کی نیت سے کرنا گناہ

کا باعث ہے کیونکہ جو دین نہیں اسے دین بنالینا بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے اور ہر گمراہی جہنم میں لے جانے والی ہے۔

✱ حاملہ جانور کے پیٹ میں موجود بچہ اُس کی ماں کو ذبح کرنے سے حلال ہوجائے گا۔(سنن الترمذی :باب ما جاء فی ذکاۃ الجنین رقم الحدیث :1476) مذکورہ حدیث کی روشنی میں واضح ہوا پیٹ میں موجود بچہ ہر حال میں حلال ہے۔نیز مذکورہ حدیث کی روشنی میں جانور کے حاملہ ہونے کے علم ذبح سے پہلے ہوجائے تو اُس کے بعد بھی اُس کی قربانی صحیح ہے۔واللہ اعلم

معاملہ انفرادی قربانی کا ہو یا اجتماعی قربانی کا مندرجہ ذیل امور کا لحاظ رکھا جائے:

خصوصاً اجتماعی قربانی کے حوالے سے اس کا اہتمام کرنے والے لوگوں اور اداروں کو درجِ ذیل امور کا لحاظ رکھنا ضروری ہے:

✱ قربانی کرنے والا صحیح العقیدہ ہو۔نماز کا پابند ہو۔حرام کاروبار نہ کرتا ہو یعنی اس کا ذریعہ معاش و کمائی حلال ہو۔

✱ اجتماعی قربانی کی صورت میں : ذبح کرتے وقت حصہ دار شریک افراد کا نام لینا ضروری نہیں بلکہ نامزدگی ہی کافی ہے۔اور ان کی موجودگی بھی ضروری نہیں۔اس سلسلہ میں ایک روایت جو نقل کی جاتی ہے کہ تمام شریک افراد ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑیں اور آخری ساتواں شخص چھری چلائے۔ یہ روایت سنداً صحیح نہیں ہے۔ بلکہ کئی روایات میں گائے میں سات افراد اور اونٹ میں دس افراد کی شرکت کا ذکر آیا ہے۔ان روایات کا تقاضہ یہ ہے کہ نامزدگی کفایت کر جائے گی البتہ نام لینا مستحب ہے۔واللہ اعلم بالصواب۔

✱ قربانی سے قبل [بِسْمِ اللّٰہِ وَاللّٰہُ أَکْبَرُ] پڑھنا بھول گئے تو قربانی پر کوئی اثر نہیں ہوگا۔

ان شاء اللہ۔ البتہ بحکمِ باری تعالیٰ:

فَكُلُوا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللَّهِ عَلَيْهِ إِنْ كُنْتُمْ بِآيَاتِهِ مُؤْمِنِينَ ۔(الانعام:118)

وَلَا تَأْكُلُوا مِمَّا لَمْ يُذْكَرِ اسْمُ اللَّهِ عَلَيْهِ وَإِنَّهُ لَفِسْقٌ ۔(الانعام:121)

کے تحت ذبح کرتے وقت جان بوجھ کر ''بسم اللہ واللہ اکبر'' نہ پڑھنے سے قربانی نہیں ہوگی۔ واللہ اعلم

✱ ماکول اللحم (وہ جانور جس کا گوشت کھایا جاتا ہے) کی بعض چیزیں کھانے کے حوالے سے جنہوں نے بعض اشیاء پر کراہت کا حکم لگایا ہے۔ مثلاً: کپورے، پتہ، مثانہ، نر و مادہ کے پیشاب کی جگہ۔ ان مذکورہ اشیاء میں سے کسی کی کراہت قرآن و صحیح حدیث سے ثابت نہیں اس بارے میں جو روایت نقل کی جاتی ہے وہ انتہائی ضعیف ہونے کے سبب قابل استدلال نہیں۔

قربانی کے جانور کا خون کپڑے پر لگ جائے تو نماز ہو جاتی ہے:

اس بارے میں وہ واقعہ جسے امام بخاری رحمہ اللہ نے باب "إذا ألقي علی ظهر المصلي قذرٌ أو جيفةٌ" کے تحت ذکر کیا ہے۔ عبداللہ بن مسعود فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ بیت اللہ کے پاس نماز ادا کر رہے تھے اور ابوجہل اپنے ساتھیوں کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا اور کہہ رہا تھا ''کاش کوئی آج بنو فلاں کے جو اونٹ نحر ہوئے ہیں ان کی بچہ دانی لا کر محمد ﷺ کی پیٹھ پر ڈال دے'' (والعیاذ باللہ) بچہ دانی میں خون وغیرہ بھی ہوتا ہے، پھر ظالموں اور بدبختوں نے ایسا ہی کیا لیکن آپ ﷺ نے اپنی نماز مکمل کی۔

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا اثر مصنف ابن شیبہ، مصنف عبدالرزاق کے حوالے سے منقول

ہے کہ:" عبداللہ بن مسعود نے اونٹ نحر کیے اور اس کے خون و گوبر لگ جانے کے بعد بھی انہوں نے نماز ادا کی اور وضو نہیں کیا۔ اس حوالے سے یہ اثر موقوف ہے، راجح ہے۔

رسالہ کے اختتام پر عرض ہے کہ جو کچھ اس کتابچہ میں حق و صحیح بات ہے وہ فقط من جانب اللہ اور بتوفیق اللہ ہی ہے اور جہاں کہیں کوئی غلطی یا لغزش ہے اُس پر اللہ تعالیٰ سے معافی و درگزر کے طلبگار ہیں اور قارئین سے گزارش ہے کہ جہاں کہیں کوئی ایسی بات پائیں تو مطلع فرما کر عند اللہ ماجور ہوں۔

اللہ رب العزت سے دعا ہے کہ اس کتابچہ کو اس کے لکھنے والے، اس کے مواد کو جمع و مرتب کرنے والے، اس دوران جن جن اہلِ علم کی کتب، تحریروں اور فتاویٰ سے استفادہ کیا گیا ہے اور اس کتابچہ کی طباعت میں تعاون کرنے والے، اسے ڈیزائننگ و خوبصورتی سے آراستہ کرنے والے، جس ادارے سے اسے نشر کیا گیا اور اس سے کسی بھی طرح کا علمی و تربیتی و اصلاحی فائدہ حاصل کرنے والے، تمام لوگوں کے لیے رب تعالیٰ اُن کی حسنات میں اضافے، درجات کی بلندی اور دنیا و آخرت میں کامیابی و کامرانی کا ذریعہ بنا دے اور اسے صدقہ جاریہ بنائے اور اللہ رب العزت ہم سب کو دین کو سمجھنے اور اس پر اخلاص کے ساتھ من و عن عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

وآخرُ دعوانا ان الحمدُ للہ رب العالمین

المدینہ اسلامک ریسرچ سینٹر

مدینہ یونیورسٹی سے اعلیٰ تعلیم یافتہ فاضلین کی زیرِ سرپرستی قائم
تعلیمی، تحقیقی، تبلیغی ورفاہی ادارہ

جو خالصتاً قرآن وسنت کی روشنی میں، منہجِ سلف کے مطابق، تمام تر تعصّبات سے بالاتر رہ کر:

- ✩ دینِ اسلام کی خدمت، اور امتِ مسلمہ کے عقائد وافکار اور اعمال کی اصلاح کے لئے مصروفِ عمل ہے۔
- ✩ شعائرِ اسلام کا دفاع اور باطل افکار ونظریات کا مدلل رد خالص علمی انداز میں پیش کرتا ہے۔
- ✩ نظریاتی، معاشرتی و مالی معاملات اور دیگر جدید مسائل میں تفصیلی و مدلل تجزیہ اور شرعی حل تجویز کرتا ہے۔
- ✩ الیکٹرانک میڈیا میں اپنی ویب سائٹ: www.islamfort.com اور سوشل میڈیا کے صفحات کے ذریعہ تمام دنیا میں دینِ اسلام کی نشر واشاعت کا فریضہ انجام دے رہا ہے۔
- ✩ زندگی سے متعلقہ تمام مسائل کا شرعی حل، زبانی، تحریری اور آن لائن ہر طرح سے پیش کرتا ہے۔
- ✩ ہر عمر اور ہر طبقہ سے تعلق رکھنے والے مرد وخواتین کے لئے مختلف اوقات میں دینی و دنیاوی تعلیم وتربیت کا خصوصی اہتمام کرتا ہے۔
- ✩ معاشرے میں غرباء ومساکین، یتیم و بیواؤں اور مستحق افراد کی حسبِ مقدور کفالت وتعاون کی ہر ممکن کوشش کرتا ہے۔

لہٰذا آیئے! دینِ اسلام کی سربلندی کے اس عظیم مشن میں
المدینہ اسلامک ریسرچ سینٹر کا ساتھ دیجئے۔

03222056928 | /islamfort1 | /islamfort | info@islamfort.com | www.islamfort.com

جامع مسجد سعد بن ابی وقاص، نزد نثار شہید پارک ڈیفنس فیز 4 کراچی